عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۲۳
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

اسلام میں معذور افراد کے حقوق

واقعۂ کربلا

کوئی بھی کام "مسیحا" تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا تیر آنا جانا

خوش مزاجی کا اثر معاشرے پر

محتسب علی کا تعمیری فیصلہ

اعجاز المسیح میں عربی غلطیوں کا جائزہ

مرزائیت کا جال

لاہوری مرزائیوں کی چال

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

جلد نمبر ۱۰ | ۱۰ تا ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۴ مارچ تا ۲۰ اپریل ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۴۳

مدیر مسئول ـــ عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ سراجاً منیرہ (نظم) ـــــ ۴
۲۔ کوئی بھی مسلمان اسلام پر وار نہیں سہے گا (اداریہ) ـــــ ۵
۳۔ مولانا نعیم احمد کا سانحہ ارتحال ـــــ ۶
۴۔ معذور افراد کے حقوق ـــــ ۷
۵۔ مولانا غلام غوث ہزاروی ـــــ ۹
۶۔ وفاقی محتسب اعلیٰ کا فیصلہ ـــــ ۱۱
۷۔ خوش مزاجی کا اثر معاشرے پر ـــــ ۱۳
۸۔ تعارف ـــــ ۱۵
۹۔ اعجاز المسیح میں غلطیوں کا جائزہ ـــــ ۱۵
۱۰۔ مرزائیت کا جال ـــــ ۱۸
۱۱۔ داستان ازل ـــــ ۲۱
۱۲۔ قادیانی مذہب کے پانچ ارکان ـــــ ۲۳
۱۳۔ ذکریوں کا مصنوعی حج ـــــ ۲۵
۱۴۔ صدر اور وزیر اعظم کا دعدہ ـــــ ۲۷
۱۵۔ اپیل خان محمد صاحب مدظلہ ـــــ ۲۸

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا ـــ طابع: سید شاہد حسن ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: ۱۰۳ ـ نیو ٹاؤن کراچی

سراجاً منیرا

آپؐ دنیا میں تشریف لائے نہ تھے
ہر طرف حشرِ ظلم و ستم تھا بپا
کفر و الحاد کا راج تھا ہر طرف
بت پرستی کی پھیلی ہوئی تھی وبا
آپؐ آئے تو ظلمات روشن ہوئیں
آفتابِ ہدایت ہوا ضوفشاں
عدل و فیضِ مساوات جاری ہوا
بے نواؤں کی قسمت چمکنے لگی،
پرچمِ عدل و انصاف لہرا گیا،
کفر و طغیان کی آندھیاں تھم گئیں
نفرت و تفرقہ کی جڑیں کٹ گئیں
بندگانِ خدا سب گلے مل گئے۔
ظالم و راہزن پارسا بن گئے
فسق و عصیاں کا سیلِ رواں رک گیا
ختم کر دی گئی رسمِ دختر کشی
سب شکنجے غلامی کے توڑے گئے
جہل و عصیاں کا دم ٹوٹ کر رہ گیا
دردِ جاں تارِ ہا مندمل ہو گیا
قبل از بعثتِ سرورِؐ دو جہاں
چند ہی سال کے بعد یہ خاکداں

سارا عالم جہالت میں مغمور تھا
ناتواں ظلم سہنے پہ مجبور تھا
کوئی توحیدِ یزداں کا قائل نہ تھا
معصیت اہلِ عالم کا دستور تھا
بربریت کی تاریکیاں مٹ گئیں
خاکدانِ جہاں بقعۂ نور تھا
سب برابر ہوئے بندگانِ خدا
فرقِ انساب و اوطان کا فور تھا
غرق جور و جفا کا سفینہ ہوا
کفر مغلوب، اسلام منصور تھا
وحشت و خوف کی بدلیاں چھٹ گئیں
صحنِ آفاق میں نور ہی نور تھا
مفسد و مفتری باخدا بن گئے
ہر بشر اس تغیر پہ مسرور تھا
صنفِ نازک کی عظمت مسلّم ہوئی
ہر نفس شاہِ طیبہ کا مشکور تھا
جب شریعت کا دستور نافذ ہوا
جسمِ انسانیت میں جو ناسور تھا
روح فرسا تھا ملکِ عرب کا سماں
غیرتِ خلد تھا رشکِ طور تھا

حضرت سرور میواتی

کوئی بھی کام "مسیحا" ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ترا آنا جانا

قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے ۱۵ نومبر ۱۹۹۱ء کو لندن کے مرکز سے خطبہ میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ :۔

"ہماری روحانی بقاء کے لئے آج تیز رفتاری سے آگے بڑھنا ضروری ہے۔ آج ہمیں ایسے ممالک چاہئیں جہاں جماعت احمدیہ غالب آکر ایک غالب معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کر سکے۔ ورنہ اپنے معاشرہ کی موت پر ہی نئی نسلوں کو یقین نہیں رہے گا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن سے گفتگو ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے احمدیت اچھی ہوگی مگر وہ کونسی جگہ ہے جہاں احمدیت نے دنیا کی حالت تبدیل کر کے ایک پر امن معاشرہ پیش کیا ہو۔ جس کے نتیجہ میں ہم کہہ سکیں کہ ہاں! یہ تجربہ واقعی دنیا کے لئے بھی قابل تقلید ہے۔ ایسا کوئی ملک ہمیں نظر نہیں آتا۔ بستیاں کچھ دکھائی دیں گی۔ مگر ایسی بستیاں جن پر غیر معاشرہ کے غلبہ کی وجہ سے اچھی چیزیں، بری چیز کی ملاوٹ ہے اور کوئی بھی ایسی بستی نہیں دکھائی جا سکتی جس کو ہم کہہ سکیں کہ ہاں! یہ خالصتاً احمدی معاشرہ کی نمائندہ ہے۔ کیونکہ اس پر احمدیت ہی اثر انداز ہوئی ہے اور باقی اثرات سے اس بستی کو بچا لیا گیا ہے۔ یہ غلبہ کے نتیجہ میں ہوا کرتا ہے۔ مجھے سیاسی غلبہ میں ایک کوڑی کی دلچسپی نہیں، مگر اس بات میں دلچسپی ہے کہ احمدیت کو تمدنی اور معاشرتی غلبہ نصیب ہو۔ اور اس کا ایک تعلق سیاسی غلبہ سے ضرور ہے۔ خواہ سیاست کو ایک کوڑی کی پرواہ نہ ہو آپ کو ملکوں میں تمدنی غلبہ حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور عددی اکثریت کے بغیر یہ غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اور باتوں کے علاوہ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم تیزی کے ساتھ پھیلنا پھولنا، بڑھنا شروع کر دیں اور ہر ملک میں ایک انقلابی تبدیلی واقع ہو مگر وہ کونسا ملک ہے کہ جہاں یہ کہا جا سکے کہ احمدی معاشرہ غالب آگیا ہے اور وہ ایک مثال بن گیا ہے اور تمام ملک کے باشندوں کی نظریں اس معاشرہ کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ جب تک یہ واقعہ نہیں ہوتا۔ ہماری تمدنی و معاشرتی قدروں کی کوئی ضمانت نہیں"

مرزا طاہر کا یہ بیان قادیانی جماعت اور اس کے بانی مرزا قادیانی کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں مہدی بھی ہوں اور مسیح بھی۔ دیگر دعووں کے علاوہ ان دیگر دعاوی کے علاوہ ہیں جو مرزا قادیانی نے کئے ہیں، حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو علامات اور نشانیاں احادیث میں آئی ہیں ان میں ایک اہم اور بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے دور میں اسلام غالب ہوگا پاک اور صالح معاشرہ قائم ہو جائے گا کفر و شرک نام کی کوئی چیز دنیا میں نہیں ہوگی جدھر دیکھو اسلام ہی اسلام نظر آئے گا۔ مرزا طاہر کا مذکورہ بالا بیان خود مرزا طاہر اور اس کی پوری قادیانی جماعت کے منہ پر ایک زناٹے دار طمانچہ ہے کیونکہ جن دعاوی کے ساتھ مرزا قادیانی مہدی اور مسیح بن کر کھڑا ہوا اور جن مقاصد کے تحت اس نے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی وہ خود مرزا قادیانی کے دور میں تو کیا پورے ہوتے آج مرزا طاہر اس کا چوتھا خلیفہ ہونے کا دعویدار ہے اس کے دور میں بھی پورے نہیں ہوئے حالت یہ ہے کہ "کوئی بھی ایسی بستی نہیں دکھائی جا سکتی جس کو کہہ سکیں کہ ہاں! یہ خالصتاً احمدی معاشرہ کی نمائندہ ہے"۔

حالانکہ قادیانی "ربوہ" کی مثال پیش کرتے ہیں کہ وہاں خالصتاً احمدی معاشرہ ہے لیکن ربوہ کی جو اندرونی حالت ہے اس پر شہر صدوم کا نام صادق آتا ہے وہ کونسی برائی ہے جو وہاں موجود نہیں جب قادیانیوں کے مرکز کی اندرونی حالت انتہائی ابتر ہے تو پھر کونسی ایسی جگہ یا بستی ہوگی جہاں قادیانی جماعت نے ایسا معاشرہ قائم کیا ہو جسے اسلامی معاشرہ کہا جا سکے؟

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں اسلام غالب ہوگا اور دنیا میں سوائے دین اسلام کے کوئی دین اور مذہب باقی نہیں رہے گا یہ بات خود مرزا طاہر کا دادا آنجہانی مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے اس سلسلہ میں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں :۔

"غیر معبود اور مسیح وغیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدائے واحد کی عبادت ہوگی" (الحکم ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء)

چشمہ معرفت ص۸۳ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے :۔

"تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی قائم ہو جائے گی"۔

مرزا قادیانی خود اپنی آمد کا مقصد اس طرح بیان کرتا ہے:۔

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں" (اخبار بدر قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

براہین احمدیہ ص ۴۹۸ حاشیہ در حاشیہ ص۳ پر قرآن کریم کی یہ آیت ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی الخ تحریر کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

"یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا"۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہو گیا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو:۔

(۱) ان کے دور میں اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔

(۲) تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی قائم ہو جائے گی۔

(۳) غیر اللہ کی پوجا نہ رہے گی یعنی شرک وکفر مٹ جائیں گے اور صرف خدائے واحد کی پوجا ہوگی۔

(۴) جب پوری دنیا میں بطور مذہب صرف اسلام ہوگا تو تمام برائیاں خود بخود مٹ جائیں گی اور پاک وصالح معاشرہ وجود میں آجائے گا

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ جس مسیح نے آنا ہے وہ میں ہوں مرزا طاہر اور تمام قادیانیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے جب ہم مرزا قادیانی کے دعاوی کو دیکھتے ہیں اور ساتھ ہی دنیا کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں شاعر کا یہ شعر یاد آجاتا ہے ؎

کوئی بھی بات مسیحا تری پوری نہ ہوئی

نامرادی میں ہوا تیرا آنا جانا!

بہرحال قادیانی جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اور ہم نے ایک روحانی انقلاب برپا کر رہا ہے مرزا طاہر کا مذکورہ بالا "خطبہ" قادیانیوں کے تمام دعاوی کو صاف اور واضح الفاظ میں نہ صرف جھٹلا رہا ہے بلکہ مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت کا بھی منہ چڑا رہا ہے۔

مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ مولانا شمیم احمد کا سانحہ ارتحال

مکۃ المکرمہ سے یہ افسوس ناک خبر آئی ہے کہ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے مہتمم حضرت مولانا شمیم رحمت اللہ صاحب گذشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

حضرت امام کعبہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں مکہ میں جنت معلیٰ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم عرصہ دس سال سے پاکستانی حجاج کی خدمت پر مامور تھے۔ اور پاکستانیوں میں مولانا شمیم کے نام سے مشہور تھے انہوں نے مناسک حج پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جو بہت مقبول ہوئیں وہ سب کتابیں ایام حج میں مفت تقسیم کی جاتی تھیں۔

حضرت مرحوم کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے قلبی لگاؤ تھا وہ مجلس کی خدمات کو دل سے سراہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی عالمی مجلس کا کوئی راہنما عمرہ یا حج بیت اللہ کے لئے جاتا تو وہ اپنے ہاں باصرار قیام کی دعوت دیتے۔ عالمی مجلس کے مرکزی راہنما اور مدیر ختم نبوت الحاج مولانا عبدالرحمٰن باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی جب بھی گئے وہ باصرار اپنے ہاں قیام کی دعوت دیتے اور خوب خاطر تواضع فرماتے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ، مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر۔ مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری۔ الحاج مولانا عبدالرحمٰن باوا۔ مولانا منظور احمد الحسینی۔ کراچی مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد انور فاروقی نے حضرت مرحوم کی دینی اور علمی خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی وفات کو ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

ادارہ ختم نبوت حضرت مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعائے مغفرت کے ساتھ اپنے قارئین نیز عالمی مجلس کے کارکنوں اور جملہ احباب سے قرآن خوانی اور ایصال ثواب کی درخواست کرتا ہے۔

اسلام میں معذور افراد کے حقوق

از: ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی پی۔ ایچ۔ ڈی

معذوری انسان کے لئے ایک انتہائی بڑی آفت ہے۔ کتنے ہی معذور افراد مجبور بھی ہوتے ہیں اور مقہور بھی۔ وہ معاشرے اور ملک کے لئے بوجھ بن جاتے ہیں۔ دی ورلڈ انسائیکلو پیڈیا (مطبوعہ شکاگو: ریاست ہائے متحدہ امریکہ ۱۹۸۳ء) کا فاضل مقالہ نگار معذوری کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے۔ (جلد نمبر ۹ صفحہ ۴۵ ملاحظہ ہو)

HANDICAPPED IS A TERM USED TO DESCRIBE PEOPLE WHO HAVE A PHYSICAL OR MENTAL DISABILITY THAT INTERFERES WITH THEIR LEADING A HAPPY, PRODUCTIVE LIFE. PHYSICAL DISABILITIES INCLUDE BLINDNESS, DEFORMITY, MUSCULAR AND NERVOUS DISORDERS, PARALYSIS, AND LOSS OF LIMBS. THERE ARE TWO GENERAL KIND OF MENTAL DISABILITIES, MENTAL ILLNES AND MENTAL RETARDATION.

یعنی معذوری وہ اصطلاح ہے جس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جسمانی اور ذہنی لحاظ سے ایک خوش آئند زندگی نہیں گزار سکتے۔ جسمانی اور ذہنی معذوری کئی صورتوں میں ہو سکتی ہے مثلاً (۱) اندھا پن (۲) بہرہ پن (۳) اعصابی معذوری (۴) اعصاب کا ٹیڑھا پن (۵) فالج (۶) اعضاء جسمانی کا ضائع یا تلف ہو جانا۔

تاریخی پس منظر: امریکہ میں تقریباً ۳۵ ملین (۳ کروڑ ۵۰ لاکھ) معذور افراد موجود ہیں۔ بعض دفعہ بیماریوں سے بھی معذوری واقع ہو سکتی ہے مثلاً دل کی بیماریاں۔ اس سے فالج بھی ہو سکتا ہے۔ اعصابی یا نفسیاتی الجھنیں اور تکالیف بھی پیدا ہو سکتی ہیں۔ ٹریفک کے حادثات یا روزمرہ زندگی میں دیگر حادثات بھی معذوری کا سبب بن جاتے ہیں۔ حادثات سے اعضاء ضائع بھی ہو سکتے ہیں۔ ریڑھ کی ہڈی کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے یا اس قسم کے جسمانی نقصانات ہو سکتے ہیں۔ جسمانی معذوری کے باوجود بعض شخصیات اسے اپنی قوت ارادی سے ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیتیں۔ مثلاً مصر کا سابق وزیر تعلیم اور ادبیات کا پروفیسر ڈاکٹر طٰہٰ حسین جو مشہور شاعر اور ادیب بھی تھا: بچپن ہی سے اندھا تھا۔ اس نے ادبیات (لٹریچر) میں فرانس سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ مشہور انگریزی شاعر جان ملٹن جو فردوس گم گشتہ PARADISE LOST کا مصنف تھا۔ بنیادی طور پر اندھا تھا۔ مشہور جرمن لڈوگ فان بیتھوفن بہرہ تھا جبکہ امریکہ کا صدر روزویلٹ ۳۹ سال کی عمر میں پولیو کی وجہ سے اپنی ٹانگوں سے معذور ہو گیا تھا۔ یہ وہ حضرات تھے جنہوں نے معذوری کا دلیرانہ مقابلہ کیا اور زندگی میں انتہائی کامیاب انسان بن کر ابھرے۔

ایک معذور شخص کو مختلف قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ زندگی میں انہیں بے شمار تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں۔ وہ ذاتی کام تک نہیں کر سکتے۔ مثلاً معذور افراد بعض دفعہ اپنا لباس بھی خود زیب تن نہیں کر سکتے۔ نفسیاتی مسائل اور الجھنیں انہیں گھیر لیتی ہیں۔ زندگی بیکار ہو جاتی ہے۔ نہ کھیل نہ ذاتی مشاغل میں شمولیت۔ کتنی بدنصیبی یا کتنی حرماں نصیبی! معذوروں کی بحالی تین طریقوں سے ہو سکتی ہے۔

(۱) طبی امداد اور ادویات
(۲) سپیشل ایجوکیشن
(۳) فنی تعلیم

ماہرین نفسیات اور ماہر ڈاکٹر صاحبان کے ذریعہ مدد لی جا سکتی ہے۔ ماہر اساتذہ کی خدمات حاصل کر کے مخصوص اداروں میں جو معذوروں کے لئے مختص ہوں۔ وہاں اندھے طلباء اور دیگر معذوروں کے لئے خصوصی تعلیم کا بندوبست کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک کہ فنی تعلیم کا تعلق ہے بیرونی ممالک میں تو اندھے معذور کمپیوٹر پر بھی کام کر سکتے ہیں۔

دی ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا کا فاضل مقالہ نگار لکھتا ہے کہ قدیم دور میں معذوروں کی بحالی کے لئے کوئی انتظام نہیں تھا۔ ان لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ ایسے لوگ آسیب زدہ ہوتے ہیں۔ قدیم یونان اور روم میں یہ رواج تھا کہ معذور بچوں کو پیدا ہوتے ہی چھوڑ دیا جاتا تاکہ بچوں کی موت واقع ہو جاتی۔ جنہیں باہر ہی پھینک دیا جاتا۔ قدیم روم میں ایک معذور بچہ جس کے اعضاء خراب ہوتے قانونی طور پر اجازت تھی کہ ایسے بچے کو پانی میں ڈبو کر مار دیا جائے۔ قرون وسطیٰ میں ۴۷۶ء سے ۱۵۰۰ء کے دوران یہ صورت حال تھی کہ معذوروں کو مسخروں کی طرح محفلوں میں لایا جاتا اور ان کی تضحیک کی جاتی۔ بعض معذوروں کو جلا دیا جاتا۔ ۱۸۰۰ء کے دوران معذوروں کی حالت بہتر ہونے لگی۔ تاہم ایسے معذوروں کو معاشرے سے دور رکھا جاتا۔ شرم کی وجہ سے اہل خانہ انہیں گھر میں ہی رکھتے تاکہ وہ [illegible]

وسطیٰ میں معذوروں کی یہ حالت تھی کہ اگر کسی کا فالج ہو جاتا تو علاج نہ ہونے کی وجہ سے موت واقع ہو جاتی تھی ۱۹۱۴ء میں ایلیٹ ہاسنگ کی وجہ سے معذوروں کا علاج آسان تر ہو گیا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد ۱۹۴۵ء میں اور اس کے بعد کثیر تعداد میں فوجی معذوروں اور سویلین لوگوں کے علاج کے لئے خصوصی کاوشیں کی گئیں۔ علیحدہ ہسپتال بنے اور اس طرح بے شمار شعبہ جات جو معذوروں کی بحالی اور علاج میں مصروف ہو گئے۔ امریکہ میں ۱۹۲۰ء کے بعد ایسے قوانین بنے جن سے معذوروں کی بحالی کا سلسلہ چل نکلا۔ معذور بچوں کے لئے مفید تعلیم کا انتظام ۱۹۷۵ء کے قانون کے مطابق کیا گیا۔ اس قسم کے فلاحی پروگرام کینیڈا جیسے ممالک میں بھی شروع کئے گئے۔ یورپ اور دیگر ممالک میں بھی ان بچوں اور افراد کے لئے کاوشیں شروع ہو گئیں۔ اس موضوع کو تفصیل سے دیکھنے کے لئے کوشنر، جون ہیرچ اور ہینز ہاسکنز کی تصانیف کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں معذوروں کی بحالی کے لئے اصل کام جنرل ضیاء الحق کے دور میں شروع ہوا۔ علاوہ ازیں حکومت پاکستان کی وزارت سوشل ویلفیئر اور دیگر صوبہ جات کے سوشل ویلفیئر کے محکمہ جات اور بے شمار فلاحی تنظیمیں اپنی مدد آپ کے تحت اور حکومت کے تعاون سے معذوروں کی بحالی اور تعلیم کے اداروں کو چلا رہی ہیں۔ مثلاً راولپنڈی میں فوجی فاؤنڈیشن کے تحت ہسپتال (جو فوج کا ادارہ ہے اور ان معاملات میں خود مختار ہے) یا میو ہسپتال لاہور میں معذوروں کے لئے ورکشاپ۔ یہ نہایت اہم شعبہ ہے جس کی طرف حکومت کو زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

انقلاب فرانس کے بعد نابینا حضرات کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ انہیں دست کاری کے کام سکھائے گئے۔ کوڑھ کے مریضوں کے لئے مدر ٹریسا نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ آپ کو نوبل انعام بھی ان خدمات کے پیش نظر ملا۔ مشرق بعید میں بدھ مت کے کئی پروہتوں کا ذکر ملتا ہے جو نابینا تھے۔ مصر کے عالم صلاح الدین الصفدی نے اپنی کتاب نکہت الہمان میں ایسے ۔۔۳ نابینا افراد کا ذکر کیا ہے جو شعر و شاعری کرتے تھے۔ یہ اپنے موضوع کی پہلی کتاب ہے۔ بعض کتابوں میں نابینا شعراء کا ذکر کیا گیا ہے۔

تفصیل کے لئے کولنز انسائیکلوپیڈیا میں معذوروں کی مختلف انواع کا ذکر پڑھا جا سکتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور معذور افراد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین بن کر اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے معاشرے کے ہر بے نوا طبقے کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ معذوروں کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بالخصوص پاسبانی فرمائی۔ پہلی مرتبہ نابینا افراد کو مساوی حقوق عطا فرمائے۔ احادیث کی کتب میں بے شمار محدثین اور راویان حدیث ایسے ہیں جو نابینا تھے۔ اسماء الرجال میں انکی تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

قرآن حکیم میں معذور افراد کا ذکر

قرآن حکیم میں معذوری کا تذکرہ بے شمار آیات میں آیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ربانی ہے۔

"عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی"

سورۃ عبس (آیت ۱-۲)

ترش رو ہوا اور بے رخی برتی اس بات پر کہ وہ نابینا اس کے پاس آیا۔

سورہ فاطر میں ارشاد ہے (آیت ۱۹ ملاحظہ ہو)

"وما یستوی الاعمی والبصیر"

اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں۔

معذور افراد وہ ہیں جو حواس خمسہ سے محروم ہوتے ہیں یا کچھ حواس سے محروم ہوتے ہیں مثلاً قوت لامسہ، قوت سامعہ، قوت باصرہ وغیرہ۔ گونگا پن، بہرہ پن، لنگڑا پن، لولا پن، ذہنی امراض وغیرہ سب معذوری ہیں۔ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک نابینا صحابی نظر آتے تھے۔ جن کا اسم گرامی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھا۔ سورۃ عبس میں بھی ان کا ذکر آیا ہے۔ حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی تھے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق نابینا حضرات نماز باجماعت سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ تاریخ طبری میں بھی ایک نابینا صحابی حضرت ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ کا ذکر ملتا ہے۔ جنہوں نے ہجرت مدینہ کی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی جدعا پر طواف فرماتے

اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نکیل تھامتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دور مبارکہ میں معذور افراد سے باقاعدہ کام لیا جاتا، انکی عزت افزائی کی جاتی اور انہیں بیکار نہ سمجھا جاتا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ بنی واقف کے ایک شخص کی عیادت کریں جو نابینا تھے۔ اس حدیث شریف سے بھی معذور افراد کے حقوق کی پاسبانی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارکہ میں معذور افراد سے تبلیغ کا کام لیا جاتا تھا۔ اس کی ایک مثال حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی ہے جو بطور مبلغ اسلام اپنے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق یہیں دو موذنوں کا ذکر ملتا ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔ تاریخ اسلام کی کتب میں ۱۳ ایسے مقامات کا ذکر ملتا ہے۔ جہاں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ مثلاً حجۃ الوداع کے موقع پر اور جنگ بدر میں۔ مدینہ شریف میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نماز باجماعت بھی پڑھایا کرتے تھے۔ ان جلیل القدر صحابی حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی خدمات اس قدر ہیں کہ آپ نے جنگ قادسیہ میں شمولیت کا اظہار کیا۔ جذبہ جہاد اس قدر تھا کہ منع کرنے کے باوجود آپ نے جنگ قادسیہ میں بطور علمدار شامل ہوئے۔ جسم مبارک پر ضربات آئیں اور جام شہادت نوش کیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ط

ایسے معذور شخص کی خدمات اور جذبے کی مثال تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔

دربار رسالت مآب اور معذور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے صحابہ کرام تشریف لاتے جو معذور تھے لیکن باقاعدہ طور پر روزگار بھی کرتے تھے۔ مثلاً ان پیشوں سے منسلک تھے زراعت، نجاری، لوہاری، اونی کپڑا بننا، ہتھیار سازی بیوپار وغیرہ۔ فتوی عالمگیری اور ابن حزم کی شہرہ آفاق (المحلی) میں ذکر ہے کہ معذور لوگوں سے بیع کے معاملات

باقی صفحہ ۲۴ پر

مجاہدِ اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ

از: منظور احمد شاہ آسی

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسے لوگ صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو تاریخ بھی اپنا عنوان قرار دیتی ہے تاریخ ان لوگوں کو اپنی تکمیل کیلئے منتخب کرتی ہے ضروری نہیں کہ وہ سرمایہ دار یا جاگیردار کے گھر میں آنکھ کھولے بلکہ ماضی میں ایسے لوگوں نے بھی تاریخ کے صفحات پر نقوش چھوڑے ہیں جن کے آباؤ اجداد کو وقت کے اقتدار نے کبھی اچھوت کی نظر سے دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا لیکن جب ان بوریا نشینوں نے شاہی محلات پر کمندیں ڈالیں تو شاہوں کے تاج و تخت انکے قدموں میں تھے۔

مولانا ہزارویؒ ماہ جون ۱۸۹۶ء مانسہرہ کے قریب ایک گاؤں بگی کوٹ میں پیدا ہوئے۔ مولانا ہزارویؒ کے والد مولانا حکیم سید گل سکول کے استاد تھے۔ مولانا ہزاروی نے ۱۹۰۳ء میں لغرباں اسکول سے مڈل کا امتحان اول پوزیشن میں پاس کیا۔ جب ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز معائنہ کے لئے آئے تو حکیم سید گل سے کہا مولانا آپ کا بچہ ذہین اور ہونہار ہے میں اس کو پندرہ روپے ماہوار وظیفہ مقرر کرتا ہوں مولانا ہزاروی کے والد صاحب نے فرمایا کہ میں اس بچے کو دین کی تعلیم دوں گا یہ مناسب نہیں کہ جو بچہ معذور ہو اس کو سکول بھیجا جائے اور جو ٹھیک ہو اس کو دین کی تعلیم نہ دی جائے

مولانا ہزاروی نے ابتدائی کتب اپنے والد محترم سے ہی پڑھیں اس کے بعد ۱۹۱۲ء میں مولانا غلام رسول بفوی کے ہمراہ مولانا ہزاروی کو دیوبند بھیج دیا۔ مولانا ہزاروی تمام امتحانات میں اپنی کلاس میں اول پوزیشن ہی حاصل کرتے رہے اور اکثر کتابوں میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ہم سبق رہے جب ۱۹۱۹ء میں دورہ حدیث کا امتحان دیا تو بھی سب سے پہلی پوزیشن حاصل کی سند فراغت کے بعد دیوبند میں ہی بحیثیت معین المدرسین پڑھاتے رہے جس کا تذکرہ آپ کی سند میں بھی موجود ہے آپ کا شمار محدث وقت حضرت انور شاہ کاشمیری کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے۔ دیگر اساتذہ میں مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا رسول خان صاحب ہزاروی

جمعیت علماء اسلام کی تشکیل جدید

۸، ۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ملتان میں جب تشکیل جدید کی گئی اس وقت پورے ملک سے پانچ سو سے زیادہ اکابرین علمائے شرکت کی چنانچہ تمام علماء نے بالاتفاق جمعیت کی صدارت کے لئے قطب دوراں حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا نام پیش کیا تو حضرت لاہوری کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ علمائے کرام ایک شرط پر میں صدارت قبول کرتا ہوں اگر آپ ناظم اعلیٰ کا منصب مولانا غلام غوث ہزاروی کو دیں چنانچہ علماء نے متفقہ طور پر مولانا ہزاروی کو جنرل سیکرٹری بنایا حضرت لاہوری صاحب کشف بزرگ تھے انہوں نے فراست ایمانی سے بھانپ لیا تھا کہ اس عہدے کیلئے مولانا ہزاروی ہی موزوں ترین آدمی ہیں نیز مولانا ہزاروی کی سابقہ خدمات بھی حضرت لاہوری کے پیش نظر تھیں۔ چنانچہ ایک سال سے بھی کم مدت میں حضرت ہزاروی نے صرف مغربی پاکستان میں ۷ ہزار شاخیں اور دفاتر جمعیت علماء اسلام کے قائم فرما دیئے۔ مولانا ہزاروی کی محنت کا ہی ثمر تھا کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جمعیت علماء اسلام نے ووٹوں کے تناسب سے مغربی پاکستان میں دوسری اور کل پاکستان میں تیسری پوزیشن حاصل کی جس کا اعتراف اس عالمی ذرائع ابلاغ نے بھی کیا، اور تبصرے نشر کئے۔

عشق رسالت کا عملی مظاہرہ

۱۹۳۶ء میں قادیانیوں نے بڑی تیاریوں کے بعد اپنے مشہور مناظر اللہ دتہ جالندھری کو ہزارہ بھیجا مانسہرہ کے مقامی خان بہادروں، وکیلوں اور ڈاکٹروں کی طرح ظفر موج بھی ساتھ لنگوٹی دو دورہ کا خان پنچیاں اور سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے کی، یہ تم طرح کی جب مقامی علماء نے اس کا مقابلہ کرنا چاہا تو نہ کر سکے وہ چونکہ انتہائی چالاک، چرب زبان اور حاضر جواب تھا عوام اور خواص میں کھلبلی مچ گئی حضرت مولانا قاضی عبد یونس ۲۰، ۳ آدمیوں کو لے کر بفہ پہنچے اور صورت حال مولانا ہزاروی کے گوش گزار کی ادھر یہ حالات تھے کہ مولانا ہزاروی کا صاحبزادہ زین العابدین موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ مولانا ہزاروی نے فرمایا کہ قاضی صاحب گھر میں بیٹی کو دیکھ کر آتا ہوں گھر میں اہلیہ محترمہ کے پاس گئے ان کو ہدایات دیں اور نکل آئے جب بفہ کے اڈہ پر پہنچے تو پیچھے سے ایک دوڑتا ہوا آدمی آیا پہنچا کہ مولانا گھر واپس چلیں زین العابدین کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہے کفن دفن کا بندوبست کیجئے مولانا ہزاروی نے فرمایا کہ تحفظ ناموس رسالت کے لئے جا رہا ہوں۔ یہ فرض عین ہے اور میرے زین العابدین کا جنازہ فرض کفایہ ہے تم ادا کر دو .... (جاری)

جامع مسجد نور
مین روڈ پنوں عاقل ضلع سکھر
یہ مسجد قدیم ترین مسجد ہے۔ بوجہ خستہ حالی شہید کر کے جدید تعمیر شروع ہے۔
مخیر حضرات اس کار ثواب میں حصہ لیں۔
قاری عبد التواب الحسینی و اراکین تعمیراتی کمیٹی مسجد نور پنوں عاقل
ڈرافٹ و چیک حبیب بنک اکاؤنٹ نمبر ۶۱۳۶

فرمایا کہ ہزاروں زین العابدین ناموس رسالت کے لئے قربان کئے جا سکتے ہیں۔ دیکھئے کتنے سچے عاشق رسول ہیں جس کو مولانا نے عملی مظاہرہ کر کے دکھایا۔ مولانا ہزاروی بالاکوٹ جب پہنچے تو قادیانی مناظر کو ایسی شکست فاش دی کہ وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ اور قادیان میں سانس لی۔

شعر: میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

مولانا ہزاروی نے حق گوئی میں کبھی مصلحت سے کام نہیں لیا بغیر کسی ملامت کی پرواہ کئے حق کا اظہار منبر و محراب سے بھی کیا۔ اور دار و رسن کا مرحلہ آیا تو بھی کوئی ڈر محسوس نہیں کیا۔ اور نہ ہی انجام کی پرواہ کی۔ بقول فیض احمد فیض صاحب

شعر: مقام فیض راہ میں کوئی جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

مولانا ہزاروی نے ایک جگہ تقریر کی تو آپ کو گرفتار کر کے انگریز اسسٹنٹ کمشنر نوشہرہ کی عدالت میں لایا گیا اس بدفطرت گورے کی یہ عادت تھی کہ جب ملزم کو عدالت میں اس کے سامنے لایا جاتا تو وہ پہلے ہی آنکھیں نکال کر اور چیخ کر دو چار گالیاں سنا دیتا اس گھن گرج سے اس کا مطلب رعب جمانا ہوتا تھا۔ جب مولانا ہزاروی کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ چلایا اور چیخ کر کہنے لگا "ٹم بہت بدمعاش ہے ٹم ہر جگہ فساد کروٹا ہے ہم ٹم کو سیدھا کرٹا ہے" مولانا ہزاروی نے بڑے تحمل سے اس کو مخاطب کر کے کہا جناب یہ عدالت ہے اور عدالت کا احترام سب کے لئے ضروری ہے مجرم تو ضرور ڈریں گے لیکن قانونی طریقہ تو یہ ہے کہ وکیل استغاثہ پیش کرتا ہے ملزم اپنی صفائی پیش کرتا ہے پھر جج دونوں طرف کی باتیں سن کر فیصلہ کرتا ہے مگر یہاں تو آپ خود اپنی عدالت کی توہین کر رہے ہیں۔ اب مولانا ہزاروی نے جو ہو بہو اس کی نقل اتار کر نقشہ کھینچا اور چیخنے کی طرز بنا کر اس سے بھی زیادہ زوردار آواز میں کہا "ٹم بہت بدمعاش ہو ٹم ہر جگہ فساد کروٹا ہے ہم ٹم کو سیدھا کروٹا ہے" یہ سن کر عدالت میں تمام حاضرین ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ مولانا ہزاروی نے کہا عجیب بات ہے کہ آپ نے مقدمہ پیش ہونے سے پہلے ہی ڈگری دے دی کہ "ٹم بہت بدمعاش ہے ٹم ہر جگہ فساد کروٹا ہے ہم ٹم کو سیدھا کرٹا ہے" عدالت میں پھر ہنسی کے قہقہے سنائی دیئے۔ اس انگریز نے اس غیر متوقع اور ناگہانی صورت حال سے بدحواس ہو کر کہا جاؤ ایک سال قید کی سزا۔ مولانا ہزاروی نے فرمایا کہ انگریز اور پولیس کے ساتھ مقابلہ ہو گئے۔ مشہور قومی و سیاسی کارکن ملک میر قلی صاحب ایڈووکیٹ نے جب یہ واقعہ سنا تو اس نے مولانا ہزاروی کی طرف سے اپیل دائر کر دی۔ اور موقف یہ اختیار کیا کہ مجسٹریٹ نے قانون کے خلاف فیصلہ دیا ہے معاملہ صاف تھا۔ ایک ہفتہ کے اندر ہی مولانا ہزاروی رہا ہو گئے

سعودی گورنمنٹ کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑا

مولانا ہزاروی ۱۹۶۳ء کو حج پر تشریف لے گئے ذوالحجہ کا چاند حجاج نے جمعرات کی شب کو دیکھا اس حساب سے یوم حج جمعہ کو ہوتا تھا لیکن دانستہ یا غیر دانستہ طور پر ہفتہ کو قرار دے دیا۔ احباب مولانا ہزاروی کے پاس گئے صورت حال سامنے رکھی مولانا ہزاروی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہو گئے اور حرم شریف میں عوام سے خطاب کیا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ اسلامی عبادات کا دارومدار چاند دیکھنے پر ہے یہ کسی شاہی کیلنڈر، جنتری، یا شاہی حکم کے ماتحت نہیں ہے۔ عوام کی اکثریت نے جمعرات کی شب کو چاند خود دیکھا ہے اس لئے حج جمعہ کے دن ہوگا۔ حجاج کی قیادت میں خود کروں گا۔ جو مسلمان میرے ساتھ متفق ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں مولانا ہزاروی نے یہ تقریر عربی میں کی عربی، اردو، پشتو میں کی۔ چنانچہ عوام کی اکثریت نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی مولانا ہزاروی کے اس اعلان سے سعودی گورنمنٹ میں ہلچل مچ گئی اور سعودی گورنمنٹ کو اپنا پہلا اعلان منسوخ کرنا پڑا اور یوم حج جمعہ کو ہی قرار دیا۔ اس واقعہ سے وہاں موجود علماء کرام نے مولانا ہزاروی کو خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا ہزاروی جمعیت علماء اسلام کی روح رواں تھے جمعیت علماء اسلام کی پالیسی کو خاص دینی انداز میں چلانا چاہتے تھے وہ اپنے مسلک کے پکے تھے۔ وہ سیاست کو مذہب کے تابع رکھنے کے قائل تھے۔ مولانا اپنے رفقاء کو حق بات کہنے میں لحاظ نہیں کرتے تھے قائد جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے اخبارات میں ایک بیان دیا یا اخبار نمائندوں کی غلط رپورٹنگ سے شائع ہوا کہ الحمدللہ ہمارے اکابر پاکستان بنانے کے جرم میں شامل نہ تھے۔ مولانا ہزاروی نے قائد جمعیت کے اس بیان کی سخت گرفت کی اور جواب میں اس کی تردید کی جمعیت میں بعض مفاد پرستوں نے اس طرح سے ان دونوں بزرگوں میں بدگمانیاں پیدا کیں۔ نتیجہ میں دونوں بزرگوں نے راہیں الگ کر لیں اور جماعت کو وہ ناقابل تلافی نقصان پہنچا جس کا خمیازہ اب تک بھگت رہے ہیں۔ اس کی تفصیل راقم کی آنے والی کتاب میں انشاء اللہ مل جائے گی۔ جہاں کہیں دار و رسن کی تاریخ مرتب ہوگی۔ جب کبھی مجاہدین کا تذکرہ ہوگا۔ ظلم و ستم کے خلاف صدائے حق بلند کرنے والوں کی داستان ہوگی۔ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی کے بغیر تذکرہ بے رنگ داستان پھیکی اور بے مزہ رہے گی۔ مولانا قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبر رہنے کے باوجود مولانا کا کوئی بنک بیلنس نہ تھا بلکہ وفات سے قبل ۲۵ ہزار روپے کے مقروض تھے۔ اپنے چھوٹے بھائی مولانا نذیر محمد صاحب فاضل دیوبند کو بلا کر فرمایا یہ قرضہ میری طرف سے ادا کر دینا۔ اپنی محترمہ کو بلا کر کہا کہ تم نے ۵۰ سال کا طویل عرصہ میرے ساتھ گزارا ہے نہایت عسرت اور تنگی کی زندگی گزاری ہے بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کیا۔ مصائب و تکالیف برداشت کیں میں تم سے راضی ہوں میری زیادتیاں معاف کرنا۔ بالآخر یہ انگریز کا باغی آزادی کے ہر محاذ کا سالار، مجلس احرار اسلام کا صف اول کا قائد جمعیت علماء

باقی صفحہ ۱۲ پر

مُفت مشورہ برائے خدمتِ خلق

ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں ہے، شفاء کی گارنٹی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ عام جسمانی طاقت، خون، بھوک و ہاضمہ کے لئے ● دل دماغ، جگر، معدہ، مثانہ، پٹھے، وہاضمہ کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت، و طاقتور بنانے کے لئے ● تمام خاص مردانہ زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے ● دودھ، مکھن، گوشت و فروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کے لئے ● چالیس سال کی تجربہ شدہ۔

دیسی دواؤں کا مفت مشورہ — جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں۔

حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ ود ہاس لائے گورنمنٹ آف پاکستان

چاندنی چوک۔ محلہ غلام محمد آباد، فیصل آباد۔ پوسٹ کوڈ 38900

فون دکان 354840
رہائش 354795

وفاقی محتسب اعلیٰ کا تعمیری فیصلہ

مولانا عزیز الرحمٰن

محتسب اعلیٰ کا ادارہ پریشان حال اور ضرر رسیدہ افراد کے لئے داد رسی کا نسبتاً آسان ذریعہ ہے، اپنی تشکیل سے لیکر اب تک اس ادارہ نے متاثرین کی شکایات کے ازالہ کے لئے مؤثر اور مفید اقدامات کئے ہیں چنانچہ ملازمتوں سے نامعقول بنیاد پر برطرفی، اراضی جائداد کے معاملات، سرکاری اداروں سے مالی واجبات کی وصول اور کسی محکمہ کی طرف سے کسی شہری کی حق تلفی وغیرہ جیسے معاملات حل کرنے میں یہ ادارہ مثبت نتائج کا ذریعہ ہے اور لوگ اسی طرح کی شکایات کے لئے اس ادارہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

لیکن محتسب اعلیٰ کا وہ شاندار فیصلہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے جو درد دل رکھنے والے ایک فکر مند شہری کی شکایت پر صادر کیا گیا ہے، دنیا پرستی کے اس دور میں نقصان وہ سمجھا جاتا ہے جس کا مادی پیمانوں سے اندازہ لگایا جائے۔ ایمان کی کمزوری اخلاق کی پستی اور آخرت کے مقابلہ میں خالص دنیا پروری کو آج کل کے مادی ماحول میں نقصان نہیں سمجھا جاتا جس کے خلاف شکایت کے لئے زبان کھلے یا جس کے ازالہ کی کوشش کی جائے۔ پاکستان میں سرکاری سطح پر کتاب اللہ قرآن حکیم کے ساتھ جو رویہ ہے ایک شہری کا دل اس نقصان کی وجہ سے تڑپا اور اس نے محتسب اعلیٰ سے رجوع کیا اللہ تعالیٰ محتسب اعلیٰ کو اجر عظیم سے نوازے، انہوں نے اپنی ایمانی فراست سے اس زبردست خسارہ کو محسوس کیا اور اس کے ازالہ کے لئے اپنے اختیارات استعمال کئے قرآن حکیم سے بے اعتنائی کا معاملہ کسی ایک فرد کا نہیں بلکہ بالعموم من حیثیت القوم ملی اور اجتماعی نقصان ہے۔

فیصلے کی پوری تفصیلات تو ہمارے سامنے نہیں ہیں لیکن اخبارات نے جتنی رپورٹنگ کی ہے یہ خلاصہ بھی بجائے خود موضوع کی وضاحت کے لئے کافی ہے

وفاقی محتسب جناب جسٹس سید عثمان علی شاہ نے ایک شہری کی درخواست پر کارروائی کرتے ہوئے وفاقی وزارت تعلیم کو ہدایت کی ہے کہ ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کو تیسری جماعت سے ساتویں جماعت تک علیحدہ سے لازمی مضمون کے طور پر نصاب میں شامل کیا جائے وفاقی محتسب نے اپنے فیصلے میں جو ۲۶ ردسمبر ۱۹۹۱ء کو دیا گیا کہا کہ میں نے پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک کے تعلیمی نصاب کا مطالعہ کیا ہے جس میں ناظرہ قرآن کریم کی تعلیم تیسری جماعت سے ساتویں جماعت تک شامل ہے جبکہ آٹھویں جماعت میں قرآن کو دہرایا ہے اسلامیات کے چار حصے ہیں (۱) ارکان (۲) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اخلاقیات اور (۴) ناظرۂ قرآن، ہر جزو کے پچیس نمبر ہیں۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ پہلی سے دسویں تک کے نصاب میں ناظرۂ قرآن بحیثیت لازمی مضمون کے شامل نہیں ہے اور اس میں فیل ہونے سے اگلی جماعت میں ترقی پر اثر نہیں پڑتا اس لئے اس کی تسلی بخش نتائج مرتب نہیں ہوتے وفاقی محتسب نے فیصلے میں کہا ہے کہ میں سفارش کرتا ہوں کہ مضمون ناظرۂ قرآن کے ۱۰۰ نمبر مقرر کئے جائیں اس مضمون میں پاس ہونا لازمی ہو اس کا نتیجہ علیحدہ سے لکھا جائے جو طالب علم اس میں فیل ہو جائے اسے اگلے درجے میں ترقی نہ دی جائے ہفتے میں کم از کم ۳ پیریڈ اس مضمون کے لئے مقرر کئے جائیں وفاقی محتسب نے وفاقی وزارت تعلیم کو ہدایت کی ہے کہ اس سلسلے میں ضروری احکامات کے اجراء سے انہیں ۱۳ دسمبر تک مطلع کیا جائے اور اس کے نفاذ کی حتمی رپورٹ انہیں ۳۰ رجون ۱۹۹۲ء تک بھجوائی جائے اس کیس کی پیش رفت کا متواتر جائزہ لیا جائے گا۔

جنگ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء

ہمارے ملک میں تعلیم جس بے توجہی اور مجرمانہ بے حسی کا شکار ہے وہ کسی شہری سے پوشیدہ نہیں ہے، تعلیمی اداروں میں علم و آگہی کی جگہ آوارگی اور اور تعصبات کا درس ہوتا ہے، اساتذہ اور منتظمین کو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہے، امتحانات میں نقل نے وبا کی شکل اختیار کر لی ہے اس کو شیر مادر کی طرح حلال طیب سمجھا جاتا ہے۔ اور اب یہ کام بڑوں کی نگرانی میں ہونے لگا ہے، صلاحیت اور ہنر کی صفات عنقا ہیں اور پوری نسل لامقصدیت کے سیلاب میں بہتی جا رہی ہے ملک میں تعلیمی نہج میں یکسانیت بھی نہیں ہے بڑے لوگوں کے بچے مخصوص اداروں میں پڑھتے ہیں ان اداروں کی تربیت کچھ ایسی ہے کہ بچوں میں اپنے آپ کو بالاتر مخلوق سمجھنے کا رجحان پیدا ہوتا ہے اور ملک و قوم کے لئے خدمت کا جذبہ رکھنے کے بجائے ان کے دماغ میں آقا بننے کا جنون سما جاتا ہے مسیحی تعلیمی ادارے یا دیگر اقلیتوں کے ادارے مسلمانوں کی دولت اور ان کے ایمان دونوں پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں اور اس طرح پوری نسل کو تباہی کا سامنا ہے۔

ماضی میں آنیوالی حکومتوں کیطرف سے نظام تعلیم کی اصلاح کے لئے بلند بانگ دعوے ہوتے رہے ہیں۔ پالیسیاں بنیں، کمیشن بٹھائے گئے ہیں لیکن

ہر آنے والا وقت ترقی کے بجائے تنزلی کی خبریں لیکر آتا ہے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس بے راہ روی کا انجام کیا ہوگا۔

اس صورت حال میں یہ فیصلہ ملی احتساب کی بہترین مثال ہے جس پر ہم وفاقی محتسب اعلیٰ محترم جناب جسٹس سید عثمان علی شاہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلے میں دیئے گئے ان ریمارکس کے مطابق کہ اس کیس میں پیش رفت کا متواتر جائزہ لیا جاتا رہے گا اس اہم دینی اور ملی فریضہ کی طرف اپنی بھرپور توجہ مبذول رکھیں گے تاکہ اس فیصلے کا ہدف حاصل کیا جاسکے۔

ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر ہم جمعیت تعلیم القرآن کی مساعی جمیلہ کا ذکر نہ کریں کراچی میں جمعیت پنجابی سوداگران دہلی کیطرف سے قائم کردہ قرآنی تعلیم کو فروغ دینے کا یہ ادارہ جو نہایت جانفشانی سے قرآن کریم کی خدمت کے لئے سرگرم عمل ہے ملک کے چاروں صوبوں بشمول آزاد کشمیر میں ہزاروں مکاتب قرآنیہ کام کر رہے ہیں شہری علاقوں سے دور پھیلے ہوئے دیہات اور گلگت و چترال تک کے سرحدی علاقوں میں قرآن کریم کی خوشبو پھیل رہی ہے جمعیت نے اب ملکی سرحدات سے نکل کر چین اور وسطی ایشیا کی ریاستوں تک اس کام کو وسعت دینے کی منصوبہ بندی کرلی ہے۔ ایک عرصہ سے ملک کے مختلف جیلخانوں میں بھی تعلیم قرآن اور دستکاری کی تعلیم کیلئے مراکز قائم کئے گئے ہیں جس کے شاندار نتائج برآمد ہو رہے ہیں، جمعیت کے ہزاروں مکاتب سے لاکھوں بچے ناظرہ قرآن اور حفظ کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں جمعیت نے اس سلسلے کا ایک پروگرام سرکاری اسکولوں کیلئے بھی شروع کیا ہے اور ان اسکولوں کے اساتذہ کیلئے ملک کے مختلف حصوں میں تربیت کے مراکز کھولے گئے ہیں تاکہ معلمین و معلمات اسکولوں میں صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دے سکیں، فکرمندی، لگن اور خوشحالی سے کی جانیوالی ان مساعی جمیلہ کے قابل تحسین نتائج ظاہر ہو رہے ہیں، محتسب اعلیٰ کا یہ فیصلہ بھی جمعیت تعلیم القرآن کے اعمال خیر کا ایک حصہ ہے کہ اس کے ایک ممبر جناب فیروز احمد شمسی صاحب کی درخواست پر یہ معاملہ زیر غور آیا اور فیصلہ ہوا جو ان شاء اللہ مستقبل میں بہترین اثرات کا پیش خیمہ بنے گا ہم جمعیت تعلیم القرآن کے اراکین کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی عظیم خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اس راہ میں انہیں استقامت اور زیادہ سے زیادہ ترقیات سے نوازے اور دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں انہیں سرخروئی عطا فرمائے۔ آمین

قرآن کریم رب کائنات کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل کردہ آسمانی کتابوں میں سب سے آخری کتاب ہے اور قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نافذ العمل ضابطہ حیات ہے اسی نے عبدیت و بندگی کے طریقے بتلائے ہیں یہی کتاب رب ذوالجلال کے تقرب کا وسیلہ ہے اور اسی کے ذریعے ایمان و عمل صالح کی نشوونما ہوتی ہے، خالق کائنات کی یہ کتاب نہ صرف یہ کہ صالح زندگی کا بہترین دستور العمل ہے بلکہ اپنے اندر عبادت کی ہمہ جہتی شان رکھتی ہے سمجھے بغیر طوطے کی طرح اس کی تلاوت کرنا بھی حصول اجر کا ایسا عمدہ ذریعہ ہے کہ ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں، اس کی تلاوت سے قلوب میں سوز و گداز کے لطیف جذبات پیدا ہوتے ہیں خالق کائنات کی عظمت و کبریائی اور اس کی طرف انابت کے احساسات ترقی پاتے ہیں، اندر کا ضمیر خیر کیطرف مائل ہونے لگتا ہے اور شر کی طرف اٹھتے ہوئے قدم تھم جاتے ہیں یہ ایسا کلام ہے جس کا پڑھنا، سننا بھی عبادت ہے اور جس کے نقوش پر نگاہ ڈالنا بھی قلب کا وہ زنگ جو دلوں کو شکوک و شبہات اور شیطانی وساوس کی آماجگاہ بنا ڈالتا ہے یہ زنگ اسی کیمیا سے دھل جاتا ہے جسم و جان کا یہ نسخہ شفا ایسا کامل اور ہمہ گیر نسخہ ہے جو روح کی تازگی اور بالیدگی کا ضامن ہے اور دنیا و آخرت کی حقیقی فلاح کا یہی ایک واحد ذریعہ ہے . . .

. . . . اسی لئے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

ان الذی لیس فی جوفہ شیئ من القرآن کالبیت الخرب۔

جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہ ہو وہ کھنڈر مکان کی طرح ہے۔

آج معاشرے میں پھیلی ہوئی بے چینی کا سب سے بڑا سبب قرآن کریم سے بے توجہی ہے ایک زمانہ تھا کہ ہر مسلمان گھرانہ اپنے دن کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے کرتا تھا آج ساز اور رنگ کی آوازوں سے دن شروع ہوتا ہے اور اس کے منحوس شیطانی اثرات پورے دن کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں

محتسب اعلیٰ کے اس فیصلے کی روشنی میں جب قرآن کریم سے متعلق نصاب میں ضروری اصلاح کی جائے تو ہماری سفارش ہے کہ پرائمری سے لیکر سیکنڈری کی سطح تک عقائد، اعمال، اخلاق اور سیرت و تاریخ سے متعلق دیگر ضروری مواد کا بھی معتد بہ حصہ رکھا جائے یہی وہ وقت ہے جس میں مثبت معلومات کی تخم ریزی گمراہی سے بچانے اور جادۂ حق پر رکھنے میں مفید ثابت ہوتی ہے اور عمدہ بات پتھر کی لکیر کی طرح دل و دماغ میں کندہ ہوجاتی ہے۔

تعلیم کے میدان میں دیگر اصلاحات کی نوبت نہیں کہا جاسکتا کب آتی ہے، لیکن مذکورہ بالا تبدیلی بھی ان شاء اللہ عمدہ بنیاد فراہم کریگی اور اس طرح ہم لامقصدیت اور آوارہ گردی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے! ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔

بقیہ	غلام غوث ہزاروی

اسلام کو اپنے خون سے سینچنے والا یہ کارواں ۴ فروری ۱۹۸۱ء کو ۸۰ سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملا۔ بعد نماز عصر کے تہمال خیرو قبرستان میں آسودۂ خاک ہوا۔ جس کی وفات پر سماں دیدنی تھا تیز و تند بارش میں عوام کا وہ ہجوم غفیر تھا جس کی مثال پیش نہیں ملتی۔

خوش مزاجی کا اثر معاشرے پر

از ڈاکٹر میر محبوب حسین

لوگوں کے میل ملاپ سے معاشرہ بنتا ہے اس میل ملاپ کے لئے کچھ مستحکم اصول اور کچھ اچھے طریقوں کی ضرورت پڑتی ہے یہ اصول اور یہ طریقے جتنے اچھے اور جتنے پائیدار ہوں گے معاشرہ بھی اتنا ہی مضبوط اور اچھا ہوگا ہر شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ اسے زندگی گزارنا پڑتا ہے اس کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے رہیں گھر میں ہو یا گھر سے باہر دوست احباب، بازار، دفتر، کارخانہ جہاں بھی وہ رہتا ہے ان سے اچھے تعلقات کا خواہش مند رہتا ہے تعلقات کو خوشگوار بنانے کیلئے اپنے اندر کچھ صفات پیدا کرنے پڑتے ہیں، جیسے خیر خواہی، ایثار، عدل وانصاف احسان، صلہ رحمی، درگزر، اعتراف خطا، باہمی اعتماد، حقوق کی ادائیگی، عیادت، سلام وغیرہ۔ بعض چیزیں تعلقات کو خراب کرنے والی ہوتی ہیں، ان سے بچنے کی ضرورت ہے جیسے تجسس، غیبت، بدگمانی، مذاق اڑانا وغیرہ

جو چیزیں اختیار کرنے کی ہیں ان میں ایک عمدہ صفت خوش مزاجی بھی ہے، خوش مزاجی کی ضرورت اس کے فوائد اور اس کے فن کو اپنانے کے لئے کیا چیزیں لازمی ہیں، ان سب کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے زندگی کے بارے میں کچھ اہم باتیں پیش کرنا ضروری ہے زندگی ایک عظیم نعمت ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے مقصد، مطالبات اور تقاضوں سے آگہی حاصل کی جائے اور زندگی کے اصل اصولوں کو اپنا کر کامیابی حاصل کی جائے زندگی میں خوشی وغمی دونوں ہیں، زندگی میں دشواریوں سے بھی گزرنا پڑتا ہے، مصائب کشمکش بد نصیبی اور ناکامی سے آنکھیں چار ہوتی ہے مشکلات اور دشواریاں بڑے آدمی کو بھی پیش آتی ہے یہ مشکلات ان کو اس وقت جھنجھوڑتی ہیں جب کہ ان کی عقلی قوتیں سوئی ہوتی ہیں چقماق سے رگڑ کھا کر لوہے سے چنگاریاں اڑنے لگتی ہیں۔ اسی طرح ذہین طبیعتوں کو مشکلات سے تصادم کی ضرورت پڑتی ہے اس سے ان کی فطری صلاحیتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ بار آور پختہ ہونے لگتی ہیں ناکامی کامیابی کا زینہ ہوتی ہے اہل فہم ان ناکامیوں کے بعد ہی کمر ہمت مضبوطی سے کستے اور زیادہ دانائی سے کام لیتے ہیں ان ہی ناکامیوں سے سبق لے کر وہ آئندہ کامیاب ہوتے ہیں، ملٹن کے تمام ادبی شہ پارے اس دور کی تصنیف ہیں، جبکہ وہ تنگدستی، مرض، ضعیفی اور اندھے پن کا شکار تھا۔

زندگی کی حقیقت کو سمجھنے کے بعد آئیے دیکھیں کہ انسان کی زندگی میں خوش مزاجی کا کیا رول ہے خوش مزاج انسان دلشاد، شاداں، مسرور، ہنس مکھ، نیک طینت، اچھی طرح گذر اوقات کرنے والا، مزے سے زندگی بسر کرنے والا ....

خوش طبع، زندہ دل ظریف، باذوق جو ہر وقت خوش رہے ہشاش بشاش، خوش خلق، اچھی خصلت والا خلیق، خندہ رو، خوش خصال، صاحب مذاق وظرافت مہذب باسلیقہ ہوتا ہے خوش مزاجی کا حامل شخص خود بھی خوش وخرم رہتا ہے اور دوسروں کو بھی خوش رکھتا ہے، معاشرہ میں انبساط اور مسرت کی فضا قائم رہتی ہے غم غلط ہو جاتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کا دل خوش کرنے کے لئے کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرمایا کرتے اور اس میں بھی بات سچی ہی کہتے ہیں دو ایک مثالیں پیش ہیں ایک روز کوئی ضعیفہ سرکار دو عالم ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا:

یا رسول اللہ دعا کیجئے میں جنت میں جاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں بوڑھی عورتیں نہیں جائیں گی۔ وہ بڑی پریشان ہوئی اور رونے لگی جس پر آپ ؐ نے فرمایا کہ جنت میں بوڑھی عورتیں نہیں جائیں گی بلکہ اللہ تعالیٰ جوان کر کے داخل کریں گے۔ اس پر وہ بڑھیا خوش ہو گئی ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ اسے کوئی سواری کا جانور عطا فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "ہم تجھے اونٹنی کا بچہ دیں گے" اس نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟ کیونکہ سواری کے لئے بچہ تو کام نہیں دے سکتا۔ آپ ؐ نے فرمایا "اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنتی ہے" ایک دن ایک شخص سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: بتاؤ کہ تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگی اس سادہ دل نے سر جھکایا اور سوچنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ کیوں کیا تجھے تیری ماں یاد نہیں رہی۔ رسول مقبول ؐ ایک روز صحابہ کرام کے ساتھ کھجوریں کھا رہے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تشریف رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حاضرین کھجوریں کھا کھا کر گٹھلیوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آگے رکھتے جا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزاحاً فرمایا کہ گٹھلیاں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ کھجوریں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھائی ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "دیکھنے والا یہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس نے گٹھلیاں چھوڑ دیں ہیں جن کے سامنے گٹھلیاں نہیں

ہیں وہ شاید مع گٹھلیوں کے کھا گئے ہیں آپؐ اور دیگر صحابہ کرام اس حاضر جوابی سے بہت لطف اندوز ہوئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سواری شتر کی خواہش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ہی تمہارا اونٹ بننے کو تیار ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاندھوں پر اٹھا لیا اور حجرے کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک گئے اسی دوران حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ اونٹ کی تو مہار ہوتی ہے جب کہ میرے اونٹ کی مہار کوئی نہیں ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گیسوؤں کے ہاتھ میں دیئے کہ یہ مہار ہے اس حالت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بھئی تمہیں سواری خوب ملی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار بھی تو خوب ہے۔ نبی کریم علیہ اپنے ساتھیوں کے لطیف اور پاکیزہ مذاق محظوظ ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج شگفتگی، شائستگی اور پاکیزگی کے حامل تھے اس سے کسی کی دل آزادی نہیں ہوتی۔

آیئے! اب دیکھیں خوش مزاجی سے کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ خوش مزاج لوگوں کے پاس بیٹھنے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے موسم گرما میں کوہستان کی ٹھنڈی ہوا ہمیں تازہ قوت بخش رہی ہے یا موسم سرما کی صبح کی شعاعیں جسم میں حرارت پیدا کر رہی ہیں دراصل زندگی اپنے بنانے سے بنتی ہے لشاش طبع دنیا کو اپنے لئے جنت بنا لیتا ہے اور غمگین طبیعت اس دنیا کو اپنے لئے جہنم کر لیتا ہے۔ خوش مزاج لوگ ہر چیز میں خوبی کا پہلو نکال لیتے ہیں کتنا ہی بڑا حادثہ ہو وہ اس میں خوبی کا پہلو نکال لیتے ہیں۔ کتنا ہی بڑا حادثہ ہو وہ اس میں خوبی کا پہلو نکال لیتے ہیں کتنا ہی بڑا ہو اور اس میں سے راحت و تسکین کا جزو الگ کر لیتے ہیں۔ آسمان کیسا ہی دھواں دار ہو وہ کسی نہ کسی گوشے سے سورج کی کرن کا کھوج لگا لیتے ہیں اور اگر سورج ان کی نگاہوں سے بالکل ہی چھپا ہو تب بھی وہ مطمئن رہتے ہیں کہ سورج موجود ہے اور کسی حکمت یا مصلحت سے غائب ہے کوئی بار اٹھانا پڑتا ہے تو وہ نہایت ہشاش ہو کر اٹھاتے ہیں نہ جھنجھلاتے ہیں نہ گھبراتے ہیں نہ فضول آہ و زاری سے اپنا دماغ پریشان کرتے ہیں بلکہ ہمت سے آگے بڑھتے اور اس طرح پھول چنتے ہیں گویا وہ ان کے راستہ ہی میں پڑے ہیں جو لوگ وسیع القلب وعظیم الفطرت ہوتے ہیں وہ عموماً زندہ دل پر امید اور بڑے سچے ہوتے ہیں ہر حادثہ میں وہ بھلائی کی توقع رکھتے ہیں۔ مرض میں اعادۂ صحت کے منتظر رہتے ہیں، کشمکش میں اصلاح و تربیت پر نظر رکھتے ہیں مصائب میں ہمت، تجربہ اور علم کے سبق سیکھتے ہیں امید قدرت کی نعمت ہے غریب کی مددگار ہے۔

خوش مزاجی ایک فن ہے غمگین لوگ زندگی کو مغموم اور خوش مزاج زندگی کو پربہار بنا لیتے ہیں۔ کوئی دل کی دنیا میں بادشاہ اور کوئی غلام زندگی اپنی انفرادیت کا آئینہ ہے اچھوں کے لئے دنیا اچھی اور بروں کے لئے بری ہے دنیا بری ہے خوش باشی بلند نظری اور خدمت خلق کو پیش نظر رکھا جائے گی۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہماری فکر و پریشانی ہمارے ہی تخیل کا نتیجہ ہوتا ہے مسرت و خوشی خصوصاً سلامتی طبع، صبر و تحمل اور ملنے والوں سے نرمی اور دلجوئی کے برتاؤ پر منحصر ہے افلاطون کا قول ہے کہ دوسروں کی بھلائی سے اپنا بھلا ہوتا ہے۔ خاکساری اور تواضع، نرمی، حلم و بردباری، عفو، درگذر، انکساری، دوسروں کا لحاظ، دوسروں کی عزت، دوسروں کی رائے کا احترام، تحمل، خوش کلامی، محبت، نرم گفتاری مسکراہٹ وغیرہ خوش مزاجی کے لئے ضروری ہیں اور جن چیزوں سے بچنا ہے ان میں سختی سے بات کرنا، ترش روئی سے جواب دینا، بات کرتے وقت پیشانی پر بل ڈال لینا، طعن، تشنیع، دل دکھانے والی بات اور حقارت آمیز الفاظ سے خطاب کرنا اپنی برتری ظاہر کرنا، ایذا رسانی، بدکلامی، بدگوئی، نفرت، حسد، نفاق خود غرضی، عیش پرستی قسمت سے شاکی رہنا، خدا کی خوشنودی ملحوظ رکھنا شکوہ، شکایت، غیبت، حرص لالچ، طمع وغیرہ سے بچنا چاہیئے دوستی کے آغاز کے ضمن میں دوسروں کا انتظار کئے بغیر آپ ہی سب سے پہلے آغاز کیجئے۔ آپ کی یہ کوشش حقیقتاً کامیاب ہو گی۔ اگر ہم تہیہ کر لیں کہ جو کچھ بھی ہم کریں گے اس سے لطف اندوز ہوں گے تو یہ ہو سکتا ہے اس سلسلہ میں ہم بچوں سے سیکھ سکتے ہیں، ایک بچہ پہیہ گھومنے سے پیدا ہونے والی آواز سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ بلیک بورڈ پر چاک کی رگڑ، نہاتے وقت جسم پر صابن کی ملائم پھسلن سے خوش ہوتا ہے، دروازے پر لگے ہوئے پیتل کے ہینڈل کے چکنے پن اور اسے گھمانے سے پیدا ہونے والی آواز کا مشاہدہ کر کے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ایک فلسفی کا قول ہے کہ خوشی خوشی ازدواجی زندگی بسر کرنی ہے تو اپنے تمام اختلافات روز کے روز ختم کر لینے چاہئیں۔

اندر جیت لال نے آخر میں خوش مزاجی کے تعلق سے کچھ اشعار پیش خدمت ہیں۔

اقبال کہتے ہیں:

ـــ خوش مزاجی سا زمانہ میں کوئی جادو نہیں
ہر کوئی تحسین کہے ایسی طبیعت چاہیئے

ـــ حسن کے ملزام کر لیتا ہے ہر انسان کو
سب سے میٹھا بولنے کی تم کو عادت چاہیئے

ـــ یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

ناسخ کہتے ہیں:

ـــ زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

سلیم پانی پتی کو دیکھئے:

ـــ وہ طبیعت مردہ ہے پژمردہ ہے جس میں نہ ہو
تازگی جو سبزہ میں ہے باگل شاداب میں

اور اس میں جو احتیاط ملحوظ رکھنی ہے وہ بھی سن لیجئے۔

ـــ خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

بچوں کا کالم

تعارف

واہ رے بانکی چال تیرے کیا کہنے

تحریر:۔ اشتیاق احمد

قسط نمبر: ۱۴۰

مرزا اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے:۔

”میں محدث ہوں“

ایک اور کتاب میں لکھتا ہے:۔

”نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ بلکہ محدث ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں جو کہ خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔

مرزا نے محدث کا مطلب یہ لکھا ہے:۔

محدثیت جزوی نبوت ہے۔ یا نبوت ناقصہ ہے (یعنی ناقص نبوت)

آپ نے ملاحظہ فرمایا، مرزا نے اپنے آپ کو خود اپنے قلم سے ناقص نبی لکھا ہے...... اب ذرا غور فرمائیں، کبھی نبی بھی ناقص ہوتے ہیں (نعوذ باللہ) مگر بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی، اب ذرا مرزا کا ایک اور دعویٰ پڑھیں اور ہماری طرف سے عش عش کر اٹھیں (نوٹ اگر کسی مرزائی کو یہ دعویٰ ہو کہ مرزا نے خود کو ایسا نہیں لکھا تو ہم ثبوت پیش کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں خود مرزا کی کتاب سے۔

”مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں (یعنی نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں) میں خدا تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبریں پاتا ہوں، غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ، کس نام سے اسے پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ محدث غیب کی خبریں نہیں پاتا۔ نبی غیب کی خبریں پاتا ہے۔

آپ نے غور فرمایا، اس میں محدث ہونے سے انکار کیا ہے اور خود کو نبی کہا ہے بلکہ رسول بھی کہا ہے... جبکہ اوپر والے میں لکھا کہ میں نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا صرف محدث ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں... اور محدثیت ناقص نبوت کا نام ہے۔

کہیے مرزا کا یہ تعارف کیسا رہا۔

مرزا نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے:۔

”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں میں انکار کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔

ایک اور کتاب میں لکھا ہے:۔

”اب سوائے محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں، شریعت والا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا، ان دونوں تحریروں میں صرف اس پر اقرار ہے کہ میں کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں۔

اب ملاحظہ فرمائیں ایک دوسری کتاب میں مرزا کے الفاظ۔

”یہ بات سمجھ لو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا، وہی شریعت لانے والا نبی ہے۔ اور میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ (یعنی میں باشریعت نبی ہوں)

غور فرمایا، مرزا نے اس تحریر میں خود کو شریعت لانے والا نبی کہا ہے..... جبکہ اوپر والی تحریروں میں اسی بات کی نفی ہے۔

ایک اور بات بھی نوٹ فرمالیں... اس تحریر میں یہ الفاظ آتے ہیں۔

”اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔

ان الفاظ سے یہ ثابت ہو گیا کہ مرزا کی امت بالکل الگ امت ہے اور ان کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں۔

مرزا قادیانی کی تفسیر سورۃ الفاتحہ ۔ ”اعجاز المسیح“

عربی غلطیوں کا ایک جائزہ

شبیر حسین شاہ زاہد تنکالوی، اسلام آباد

مرزا غلام احمد قادیانی نے سورۃ فاتحہ کی ایک عربی تفسیر لکھی تھی جسے اپنی صداقت کا نشان قرار دیا تھا۔ اس تفسیر میں تین طرح کی بے شمار اغلاط پائی گئیں (۱) سرقہ و چوری۔ (۲) لفظی غلطیاں (گرامر کی) (۳) تحریف معانی۔ ذیل میں

مرزا قادیانی کی اس تفسیر کی کچھ اغلاط کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ تاکہ قادیانی عوام بھی اس ”قادیانی نبی“ کے کلام کے اعجاز سے ”مستفید“ ہو سکیں۔ جس کے بارے میں اس کا اپنا ارشاد ہے۔ کہ

”اللہ نے مجھے اپنی طرف سے علم سکھایا اور عزت دی“ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۹۳)

اللہ نے مجھے پاک، مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا کئے اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور

انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۶)

۱ — مرزا قادیانی اعجاز المسیح کے پہلے صفحہ پر جو منہ سرے خالی ہے لکھتا ہے: فی سبعین یوماً من شہر الصیام (ماہ رمضان کے ستر دنوں میں سے)۔

رمضان شریف ستر دن کا نہیں ہوتا۔ رمضان شریف کیا کوئی بھی اسلامی مہینہ تیس دن سے زیادہ کا نہیں ہوتا۔

۲ — مندرجہ بالا صفحہ پر ہی لکھا ہے: وکان من الہجرۃ ۱۳۱۸ ومن شہر النصاریٰ ۲۰ فروری سنۃ ۱۹۰۱

یہ بے ربط عبارت ہے اور محاورہ عربی کے خلاف ہے۔

۳ — پھر لکھتے ہیں: "مقام الطبع قادیان، ضلع گورداسپور" ضلع گورداسپور خلاف محاورہ عربی ہے۔ از دو وجوہ سے (۱) گورداسپور کے بجائے "غورداس فور" ہونا چاہئے تھا۔ (۲) من جہت الترکیب والاعراب بھی غلط ہے۔

۴ — صفحہ ۳ پر لکھا ہے: من کل نوع الجناح۔

کلمہ کل معرفہ پر احاطہ اجزا کا افادہ دیتا ہے جو یہاں پر مقصود نہیں اس لئے "نوع الجناح" چاہئے تھا۔

۵ — صفحہ ۳ پر لکھا ہے: کل امرہ علی التقویٰ۔

یہاں بھی کل مجموعی خلاف مراد ہے اس لئے "کل امرہم" چاہئے تھا۔

۶ — صفحہ ۹ پر مرقوم ہے: واعطی ما تو قعوہ۔

اس کا پہلا مفعول نائب عن الفاعل ہے کا زیادہ مستحق ہے اس لئے۔ "وَ اُعْطُوْا" ہونا چاہئے تھا۔

۷ — صفحہ ۱۳ پر مرقوم ہے: ولما جاءھم اما بما لا تھوی انفسہم

قرآن کا سرقہ ہے "ما" کے تغیر کے ساتھ۔

۸ — صفحہ ۱۹ پر درج ہے: ویستقرون فی کل وقت مواضع الجہاد۔

کیا جو شخص ایسی جھوٹی غمازی سے سرکار (انگریز) کو مسلمانوں پر بدظن کرنا چاہے۔ وہ خدا کا پاک بندہ ہو سکتا ہے۔

۹ — صفحہ ۱۳۵ پر درج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت لہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ (قصص ۷۰) میں دو احمدوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اُولیٰ سے پہلا احمد یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرہ سے دوسرا احمد یعنی "غلام احمد قادیانی" پھر لکھا ہے: "وقد استنبطت ہذہ النکتۃ من قولہ الحمد للہ رب العالمین"

یہ قرآن میں صریحاً تحریف ہے جس کا علماء سلف و خلف کے علاوہ قرآن و حدیث میں کوئی ثبوت بلکہ اشارہ تک نہیں ہے۔

۱۰ — صفحہ ۲ پر یوں خامہ فرسائی کی ہے: فقد العدم علمہ کثلج ینعدم بالذوبان۔

العدم کا لفظ غیر مستعمل ہے لہذا العدم کی بجائے عدم چاہیے۔ دیکھو قاموس۔

۱۱ — صفحہ ۶ پر یوں خامہ فرسائی کی ہے: فکل رداء ترتدیہ جمیل ترتدیہ جمیل۔

یہ ایک مشہور شعر کا سرقہ ہے قال السموئل بن عادیا۔ اذا المرء لم یدنس من اللوم عرضہ۔ فکل رداء یرتدیہ جمیل۔

۱۲ — صفحہ ۵۵ پر یوں بیان آرائی ہے: ولا شیوخ ولا شبّاً ایک (شیوخ) جمع ہے اور دوسرا (شاب) واحد ہے۔

یا دونوں واحد ہوں یا جمع ۔ یہ جوڑ بے معنی اور قواعد گرامر کے خلاف ہے۔

۱۳۔ صـ۴۵ پر یوں بیان آرائی ہے۔ فصار وا کمیت مقبور وزیت سراج احترق رما بقی معہ من نور۔ دوسرا مسجع پہلے سے بہت بڑا ہے جس کو عند الفصحا والبلغا معیب سمجھا گیا ہے اور دونوں مضمون مسروق ہیں۔

۱۴۔ صـ۵۰ پر یہ عاشرہ آرائی ہے۔ وھذا الرجیم ھو الذی ورد فیہ الوعید اعنی الدجال۔

عجیب مسئلہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم میں جو شیطان ہے اس سے مراد تو ابلیس ہے اور رجیم جو اس کی صفت ہے اس سے مراد دجال ہے۔ جسے عیسیٰ قتل کریں گے۔ آج تک یہی سنا تھا کہ موصوف اور صفت کا مصداق ایک ہی ہوا کرتا ہے مگر اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم سے مرزا صاحب نے کیسا ثابت کر دیا ہے کہ ان کا مصداق مختلف بھی ہو سکتا ہے جو کہ ادب اور گرامر کے لحاظ سے غلط ہے۔

۱۵۔ صـ۱۳۳ ومن العالمین زمان ارسل فیھم خاتم النبیین۔

یہاں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عالم، زمانہ کا نام ہے۔ پہلے یہ ثابت کیا کہ انسان محمد کرنے سے عالم ہو جاتا ہے پھر آیت سے یہ مضمون ہرگز مستفاد نہیں ہوتا

۱۶۔ صـ۵ پر یوں کمال آرائی کی گئی ہے: ماقبلوا فی من البخل۔ بُخل کا استعمال خالص پنجابی ہے۔ یہاں عربی لفظ "حسد" چاہئے تھا۔

۱۷۔ صـ۱۳ پر اس طرح کمال آرائی کی گئی ہے: یریدون ان یسفکوا ثلثۃ (وہ چاہتے ہیں کہ قاتل کا سہا ئیں) سفک کے معنی ہیں گرانا۔ بہانا۔ عبارت میں وہ چیز مفقود ہے جو بہائی جائے۔ اگر خون مراد ہے تو پھر ثلثۃ سے پہلے دم (خون) کا اضافہ ضروری ہے۔

۱۸۔ صـ۱۴۲ پر یہ اعجاز نمائی ہے: وتلک الجنود یتبجاریا۔ یتجاریان غلط ہے۔ یہاں تتجاریان آنا چاہئے۔ جو کہ مونث کے لئے قواعد گرامر کے مطابق ہے۔

۱۹۔ مندرجہ ذیل عبارتیں "مقامات حریری" ایک کتاب کا نام سے مسروقہ ہیں۔ (ا) کاحیاء الوابل للسنۃ الجماد۔ (ب) کالربیع الذی یمطر فی ابانۃ (ج) وقتاً مواھب الصلوۃ علی حب الصلوۃ (د) وما انا الا الاخاذی (ہ) ولا ترھق بالتبعۃ والمعتبۃ (و) عن معرۃ اللکن (ز) وتوفیقاً قائداً الی الرشد و السداد (ح) ان اری ظالعہ کالضلیع (ط) موقف مندمۃ (ی) بالاعانۃ علی الابانۃ (ک) کمجھول لا یعرف ولا نکرۃ لا تعرف (ل) القیت بعاجرفی (م) کادراک العھا۔ لسنۃ جماد۔

۲۰۔ درج ذیل عبارتیں قابل اعتراض ہیں (ا) ولو فرضنا ("لو" کا محل نہیں) (ii) اوزاد منھم سیر تی ازداد" اکثر متعدی آتا ہے) (iii) اخرنبل من النبال (خلاف محاورہ ہے (iv) وانا جئناک (مسند الیہ کا پہلے آنا ہے ہے) (v) کما جاء فی القرآن (یہ سجع قلیل الالفاظ بعد کثیراً واقع ہے) (vi) بکف المصطفےٰ اضحی الزمام۔ (مرفوع کو مجرور کا قافیہ کیا گیا ہے) (vii) الزم اللہ کافۃ اھل الملۃ (کافہ کا لفظ عربی میں مضاف نہیں آتا) (viii) الا قلیل الذی ھو کالمعدوم (موصوف نکرہ ہے صفت معرفہ ہے) (ix) وعادجرھا سیرھا (یہ مثل مشہور ہے)

۲۱۔ ان عبارتوں میں بھی ہر ایک کے سامنے گرامر اور زبان و بیان کی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اوّل: صـ۲ : فلا ایمان لہ اویضیع ایمانہ۔ لفظ "ایمان" کی تکرار خلاف قواعد ہے۔

دوم: صـ۶ : قالوا مفتری۔ مفتری کی بجائے مفتراً آنا چاہیے۔

سوم: صـ۱۳ : وجعل قلبی وکلمی ومنبع المعارف منابع المعارف یا منبعی المعارف چاہئے۔

چہارم: صـ۲۳ : وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ قرآنی آیت ہے۔ جس کا سرقہ کیا گیا ہے۔

پنجم: صـ۳۱ : ومن نوادر ما اعطی لی من الکرامات۔ ما اعطی لی کی جگہ ما اُعطیت چاہئے۔

ششم: صـ۵۵ : کفز المعارف ومدینتہا وماء الحقائق وطینتھا۔ مقامات (ایک کتاب) سے چُرائی ہوئی عبارت ہے۔

ہفتم: صـ۵۹ : کما یملاء اللہ لوالی عقد الکرب۔ مقامات بدیع کے شعر کا مصرعہ ثانی ہے۔

ہشتم: صـ۸۲ : وکم من حامل العظام ۔ منصوب ہو کر پھر مکسور پڑھا گیا ہے۔

نہم: صـ۸۳ : ان الاسم مشتق من الوسم ۔ ھذا خلاف ما صرح بہ الثقات۔

دہم: صـ۱۲۱ : فی الحاشیۃ واشارۃ الی ان اللہ اعد لھم کلما اعطے الانبیاء السابقین۔ یہ عبارت ہی غلط ہے۔

"اعجاز المسیح" میں قواعد عربی اور زبان و بیان کے علاوہ اعراب، تحریف اور سرقہ کی سینکڑوں غلطیاں ہیں جو مرزا قادیانی کی عجز بیانی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لیکن مرزا قادیانی ہے کہ اس تفسیر کو اپنی نبوت کا ثبوت، عربی نویسی کو خدا کی طرف سے الہام بلکہ وحی اور مخالفین کو عاجز قرار دے رہا ہے۔

یہ ہے مرزا کی عربی دانی کی حقیقت جسے قادیانی "سلطان القلم" کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور جس کا خود بھی دعویٰ ہے۔

"میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔" (ازالہ صـ۵۶۳)

"مسیح موعود کوئی بات اپنے پاس سے نہیں کہتا بلکہ اس کا کلام خدائی وحی ہے" (اربعین نمبر۳ صـ۱۳)

"میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے (پیغام صلح صـ۳۳)

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کتب مرزا کے بارے میں یہ "وحی الہی" بیان کرتا ہے:۔

"حضرت مرزا صاحب کی کتب بھی جبرئیل کی تائید سے لکھی گئیں۔" (الفضل ۱۰ جنوری ۱۹۲۱ء)

سچ ہے کہ

کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی + ظرف کہ جو خالی ہو صدا دیتا ہے

امدادی کتب:۔

(۱) سیف چشتیائی از حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب

(۲) حرف محرمانہ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق

مرزائیت کا جال لاہوری مرزائیوں کی چال

مولانا کرم الدین صاحب

یہ مضمون لاہوری مرزائیوں کے جواب میں اپنی زندگی میں شائع کیا افادۂ عام کی خاطر یہ نایاب مضمون قارئین ختم نبوت کی خدمت میں پیش ہے (ادارہ)

ان دنوں ایک ٹریکٹ (ایک ورق) لاہوری جماعت کی طرف سے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے شائع کیا ہے جس میں اپنے عقائد کی فہرست دی گئی ہے۔ اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں کہتے اور نہ وہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو ان سے اتحاد کر لینا چاہئے چونکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس تحریر سے دھوکا دینا مطلوب ہے اس لئے اس کے متعلق لکھنے کی ضرورت پڑی۔

مسلمانوں کو خوب معلوم ہے کہ لاہوری و قادیانی دونوں جماعتیں مرزا صاحب کی متبع ہیں۔ جبتک مرزا جی زندہ تھے ہر دو جماعتوں کے ایک ہی اعتقادات تھے اُن کی وفات کے بعد ایک جماعت (محمودی قادیانی) خزانہ عامرہ پر جو مرزا صاحب کا اندوختہ تھا قابض ہوگئی۔ دوسرے حصہ دار خواجہ کمال الدین و مولوی محمد علی صاحبان باوجود دیرینہ خدمات اس سے بالکل محروم رہ گئے انھوں نے اس رنج سے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد بنا لی۔ وہ احمدی لاہوری کہلانے لگے۔

اب بھی دونوں جماعتوں کے ایک ہی عقائد ہیں۔ دونوں مرزا صاحب کی پیرو ہیں ان کی تعلیم کو سچا مانتی ہیں۔ ان کے الہامات اور دعاوی کی بھی قائل ہیں۔ قادیانیوں نے یہ جرأت کی کہ جیسا مرزا جی کا دعویٰ تھا کہ "وہ نبی و رسول ہیں اور اُن کے نہ ماننے والے کافر ہیں"۔ ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔

دوسری جماعت (لاہوری) نے بزدلی سے کام لیا۔ وہ جانتے تھے کہ ایسے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے وہ دوسرے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل نہیں کر سکتے۔ ان کو روپیہ کی ضرورت ہے جو عام مسلمانوں سے ملے گا انھوں نے طریق منافقت اختیار کر کے لکھنا شروع کیا کہ ہم مرزا جی کو نبی و رسول نہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں اور ان کے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے۔

لاہوری جماعت کا طریق عمل

لاہوری جماعت کا طریق عمل بتا رہا ہے کہ وہ درحقیقت مرزا جی کو نبی و رسول مانتے ہیں اُن کے نہ ماننے والوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ورنہ لاہوریوں کا امیر جماعت (مولوی محمد علی) لاہور میں رہتے ہوئے کبھی مسلمانوں کی شاہی مسجد میں مسلمانوں سے مل کر ان کے امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اس امر کا عملی ثبوت دیتا کہ وہ فی الواقع مسلمانوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور نمازوں اور جنازوں میں اُن سے اشتراک عمل کر سکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ایسا کھلا معیار ہے جس سے ہر ایک مسلمان لاہوریوں کے اصلی عقیدہ سے آگاہ ہو سکتا ہے

لاہوری مرزا صاحب کی رسالت کے قائل ہیں

اگر لاہوری جماعت مرزا جی کی رسالت کی قائل نہیں ہے تو وہ صاف اعلان کر دے کہ مرزا جی کی کتابوں اور اُن کے دعاوی سے ہمیں اتفاق نہیں ہے یا کم سے کم ان کی تصانیف کے اس حصے سے ہم متفق نہیں ہیں جس سے ادعائے نبوت و رسالت پایا جاتا ہے۔ جبکہ مرزا جی نے علی الاعلان نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ دعاوی ان کی کتابوں میں بالتصریح موجود ہیں تو جو شخص مرزا جی کو مجدد تو کیا ایک سچا انسان بھی سمجھے اس کو ان کی نبوت و رسالت کا ضرور قائل ہونا پڑتا ہے۔

مرزا جی کا ادعائے نبوت و رسالت

مرزا جی کی اوّل سے آخر تک ایسی کوئی کتاب نہیں ہے جس میں انھوں نے نبی و رسول ہونے کا دعویٰ نہ کیا ہو ذیل میں اُن کے چند رسالجات سے عبارات لکھی جاتی ہیں:۔

۱۔ یٰسٓ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ اے سردار تو مرسل ہے سیدھی راہ پر۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۷)

۲۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاہِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جیسا کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۱)

۳۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اَحْمَدَ اِلٰی قَرْیَۃٍ فَاَعْرَضُوْا وَقَالُوْا کَذَّابٌ اَشِرٌ۔ ہم نے احمد (مرزا) کو بستی والوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تو انھوں نے کہہ دیا بڑا جھوٹا ہے۔ (اربعین نمبر ۳ ص۳۴)

۴۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص۱۱)

۵۔ الہامات میں میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ (انجام آتھم ص۷۹)

۶۔ جبتک کہ طاعون دنیا میں رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے خدا محفوظ رکھیگا کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ (دافع البلاء ص۱۰)

۷۔ میں آدم ہوں میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۸۴)

ان عبارات کو پڑھ کر ایک ادنیٰ فہم کا انسان بھی سمجھ

سکتا ہے کہ مرزاجی خود کو نبی و رسول کہتے ہیں۔ پھر لاہوری کی احمدی جماعت مرزاجی کو سچا اور ان کی تصانیف کو درست مان کر اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتی کہ وہ ان کو نبی و رسول مانتے ہیں۔

مرزاجی اپنے نہ ماننے والوں کو کیا کہتے ہیں

مرزاجی نے اپنی کتابوں میں یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ جو اُن کا انکار اور تکفیر و تکذیب کرے یا ان کی صداقت میں اسکو تردد ہو وہ کافر ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ حوالجات ذیل ملاحظہ کیجئے :۔

۱۔ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸)

۲۔ سوال ہوا کہ کسی جگہ امام حضور (مرزا) کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں فرمایا تمہارا فرض ہے کہ اُسے واقف کرو۔ پھر اگر تصدیق کرے تو بہتر ورنہ اس کے پیچھے اپنی نماز ضائع نہ کرو۔ اور اگر کوئی خاموش رہے نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو بھی وہ منافق ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۹۳)

۳۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

۴۔ کفر دو قسم ہے۔ اول یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ سو اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

ان عبارات میں تصریح ہے کہ مرزاجی ایسے شخص کو جو ان کی رسالت کا کلمہ نہیں پڑھتا کافر سمجھتے ہیں۔ وہ مرزاجی کے سچا نہ ماننے سے ایسا ہی کافر ہو جاتا ہے جیسا اسلام کے انکار اور خدا و رسول کے نہ ماننے سے۔ مرزاجی اپنی جماعت کو ہدایت کرتے ہیں کہ جو مرزا صاحب کی تصدیق رسالت نہیں کرتا ہرگز اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ اُن کی تکفیر و تکذیب کرتا ہو یا اُن کے معاملہ میں بالکل خاموش ہو۔ نہ تصدیق کرے نہ تکذیب۔ پھر ہم کیونکر مان سکتے ہیں کہ ٹریکٹ لکھنے والا (مولوی محمد علی ایم اے) اس دعوے میں سچا ہے کہ وہ مرزاجی کو نبی و رسول نہیں مانتا یا اُن کے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھنا اور اُس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز قرار دیتا ہے۔

لاہوری احمدی جماعت کے عقائد

اب ہم اُن عقائد احمدیہ (مرزائیہ) پر جو انھوں نے اپنے ٹریکٹ میں لکھے ہیں بالترتیب روشنی ڈالتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱ "ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں"۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ محض غلط ہے۔ اگر آپ اللہ کی توحید کے قائل ہوتے تو مرزا صاحب کے حسب ذیل کلمات شرک کی تکذیب کرتے۔

مرزاجی کے مشرکانہ کلمات

۱۔ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے (دافع البلاء صفحہ ۶)

۲۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِیْ۔ تو بمنزلہ میرے فرزند کے ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶)

۳۔ اَنْتَ مِنْ مَّائِنَا وَھُمْ مِنْ فَشَلٍ۔ تو میرے پانی سے ہے اور دوسرے خشکی سے (اربعین) نمبر ۳ صفحہ ۳۴)

۴۔ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَکَ کَمَا ھُوَ مَعِیْ (زمین و آسمان تیرے (مرزا کے) تابع ایسے ہی ہیں جیسے (خدا کے تابع (حقیقۃ الوحی)

۵۔ یَتِمُّ اِسْمُکَ وَلَا یَتِمُّ اِسْمِیْ۔ تیرا (مرزا کا) نام کامل ہوگا۔ اور میرا (خدا کا) نام ناتمام ناقص رہیگا (اربعین)

۶۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اُجِیْبُ اُخْطِیْ وَاُصِیْبُ۔ میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دیتا ہوں خطا بھی کرتا ہوں اور صواب بھی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳) (گویا مرزا کا خدا خطاکار بھی ہے)۔

یہ ایسے کلمات ہیں جو شرک جلی بلکہ اجلی ہیں۔ پھر جب آپ کے مرشد بھی شرک میں مبتلا ہوں تو آپ کا دعویٰ توحید "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کا مصداق ہے۔ ایسا ہی آپ محمد رسول اللہ صلعم کے رسالت کے قائل ہوتے تو مرزاجی کو جو آپ سے مساوات بلکہ افضلیت کے مدعی ہیں مرشد نہ بناتے۔

مرزاجی کی توہین رسولؐ

۱۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ ہم نے تجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۲)

۲۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۹)

۳۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا۔ پاک ہے خدا جس نے اپنے بندے کو رات کی سیر (معراج) کرائی۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۱)

۴۔ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ۔ خدا نے تجھے ہر ایک چیز پر ترجیح دی ہے (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۳)

۵۔ آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۹)

۶۔ لہ خسف القمر المنیر وان لی۔ خسفا القمران المشرقان اتنکر۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۷۱)

نمبر اول میں مرزاجی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب رحمۃ للعالمین کے جو آپ سے مختص ہے ساجھی بنتے ہیں۔

نمبر ۲ میں باعث تکوین عالم بنتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ مرزا نہ ہوتے تو حضور صلعم بھی نہ ہوتے۔ (معاذ اللہ)

نمبر ۳ میں معراج کے رتبۂ اعلیٰ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا شریک بنتے ہیں۔

نمبر ۴ میں تمام چیزوں سے برتری کا دعویٰ ہے۔ حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی (استغفر اللہ)۔

نمبر ۵ میں یہ ادعا ہے کہ مرزا کا تخت سب سے بلند ہے حتیٰ کہ رسالتمآبؐ سے بھی (چھوٹا منہ بڑی بات)

نمبر ۶ میں یہ ڈینگ ہے کہ حضورؐ کے لئے صرف خسوف قمر ہوا تو کیا ہوا۔ میرے لئے شمس و قمر دونوں کا خسوف ہوا۔

غرض ان کلمات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین کی گئی ہے۔ پھر ایسے شخص کا متبع آنحضرتؐ کی رسالت کا کیسے قائل ہو سکتا ہے۔

عقیدہ نمبر ۲ "ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم خاتم النبیین ہیں"۔ یہ بھی کہنے کی بات ہے۔ مرزاجی آنحضرتؐ کے بعد اپنی نبوت و رسالت کے قائل ہیں تو جبتک آپ انکو جھوٹا نہ سمجھیں خاتم النبیین کے کبھی قائل نہیں ہو سکتے۔

عقیدہ نمبر۳ "ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔" یہ بھی صرف زبانی ہے۔ آپ کے مرشد کہتے ہیں کہ ان کا کلام بھی مثل قرآن ہے۔ پھر اگر ان کو سچا مانتے ہیں تو قرآن کو خدا کا کلام نہیں مان سکتے جسمیں تحدی سے کہا گیا ہے کہ ایسا کلام کوئی بنا نہیں سکتا۔

مرزاجی کا قول: "میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اُس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔" (ایک غلطی کا ازالہ بحوالہ ضمیمہ حقیقۃ النبوۃ ص۲۷۴) دوسری جگہ آپ نے لکھا ہے کہ: "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی و قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اُس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۱۱) اب آپ ہی فرمائیں کہ جو شخص قرآن کریم کے بعد کسی دوسرے انسان کے کلام کو بھی قرآن کے برابر سمجھتا ہو وہ خدا کے اس فرمان پر کب ایمان رکھتا ہے لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔

عقیدہ نمبر۴: "ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے۔" یہ غلط ہے ہم جیسا اوپر لکھ چکے ہیں جبتک آپ مرزا صاحب کی اُن تحریرات کو جنہیں صریح طور پر ادعاء نبوت و رسالت کیا گیا غلط نہ سمجھیں اور اس کا اعلان نہ فرمادیں ہم آپ کے اس قول کو تقیہ سمجھیں گے۔

عقیدہ نمبر۵۔ "ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے اولیاء سے کلام کرتا ہے اور ایسے لوگ اصطلاح شریعت میں مجدد، نبی کہلاتے ہیں اسی پر اولیاء کی اصطلاح میں ظلی نبوت کا استعمال ہوتا ہے۔ ورنہ جیسے ظل اللہ نہیں ظلی نبی بھی نہیں۔" دنیا میں بہت سے اولیاء اللہ ہو گزرے ہیں۔ سوائے مرزا صاحب کے کسی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا باوجودیکہ کشف و کرامت میں مرزاجی اُن کے پاسنگ بھی نہیں۔ اور ظلی بروزی کی اصطلاح تو مرزائیت کی ایجاد ہے۔ کیا اس اصطلاح کا کوئی پتہ قرآن و حدیث سے دیا جاسکتا ہے۔ آپ ظل اللہ اور ظلی نبی ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی نرالی منطق ہے ظل اللہ مضاف و مضاف الیہ ہے اور ظلی نبی صفت موصوف۔ مضاف مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے۔ جیسا غلام زید میں غلام اور ہے اور زید اور۔ لیکن صفت موصوف ایک ہوتے ہیں اس لئے ظل اللہ پر ظلی نبی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

عقیدہ نمبر۶۔ "ہم ہر اس شخص کو جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں۔" آپ بموجب فرمان جناب مرزا صاحب بحیثیت ان کے متبع ہونے کے مجبور ہیں کہ جو کلمہ گو مسلمان مرزا صاحب کی رسالت کی تصدیق نہ کرے اُسے مسلمان نہ سمجھیں جیسا کہ گزر چکا۔

عقیدہ نمبر۷۔ "ہم تمام اصحاب کرام اور تمام بزرگان دین کی عزت کرتے ہیں اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تکفیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔" مگر آپ کے مرزا صاحب تو فرماتے ہیں۔ ایک تم میں سے ہے جو علیؓ سے افضل ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں ــــ "کربلائیست سیر ہر آنم ÷ صد حسین است در گریبانم" پھر آپ اگر حضرت علیؓ و امام حسینؓ کی قرابت رسولؐ کے قائل نہ بھی ہوں ان کی صحابیت سے تو انکار نہ کر سکیں گے۔ پھر جو شخص حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کی یوں توہین کرتا ہو اُس کو سچا مان کر صحابہ کرام اور بزرگان دین کی کیا عزت کریں گے۔ مرزا صاحب نے اولیاء تو کیا انبیاءؑ کی بھی وہ عزت کی ہے کہ الامان۔ اور تو کیا حضرت عیسیٰؑ کو لیجئے جن کے آپ مثیل بھی بنتے ہیں اور ان کو گالیاں بھی سناتے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کی توہین

۱ــــ "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زنا کار کسبی عورتیں تھیں جنکے خون سے آپ کا وجود ظہور ہوا۔" (حاشیہ ص۷ ضمیمہ انجام آتھم)۔

۲ــــ "آپکا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک کنجری (کسبی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔" (حاشیہ ص۷ انجام آتھم ضمیمہ)

تو جب لاہوری احمدی جماعت ایسے شخص کو اپنا ہادی و رہبر سمجھتی ہے جس نے ایک اُولوالعزم پیغمبر حضرت عیسیٰؑ جن کی نسبت وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ قرآنی شہادت موجود ہے یوں گالیاں دی ہوں اور آپ کی مغلظ گالیوں سے کوئی بزرگ عالم، صوفی کسی فرقہ کا نہ بچا ہو۔ اور جو اپنے نہ ماننے والوں کو جیسا کہ آئینہ کمالات میں ہے "ذریۃ البغایا" (کنجریوں کی اولاد) کا خطاب دیتے ہوں۔ بزرگان دین، ائمہ صحابہ کی عزت و احترام کی امید رکھنا بالکل محال ہے۔

عقیدہ نمبر۸۔ "مسلمانوں کی تکفیر کو ہم سب سے بڑھ کر قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں اور جو لوگ کسی مسلمان کی یا کسی مسلمان جماعت کی تکفیر کریں ان سے اظہار نفرت کے طور پر ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور جو لوگ تکفیر کے فتووں سے متنفر ہیں اُن کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں۔" اگر آپ فی الواقع مسلمانوں کی تکفیر کو قابل نفرت فعل سمجھتے ہیں تو پھر آپ مرزا صاحب کو کیا کہیں گے جنہوں نے جہان دنیا کے تمام مسلمانوں کی تکفیر کو فتویٰ صادر کر دیا ہے جو ان کی تصدیق نہ کریں خواہ تکذیب بھی نہ کرتے ہوں بلکہ خاموش ہوں۔ آپکا یہ فرمانا کہ جو لوگ تکفیر کا فتویٰ نہیں دیتے اُن کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں صرف ایک دھوکہ کی بات ہے آپ تو مرشد جی کے فتوے کے پابند ہیں۔ جب وہ ایسے خاموش لوگوں کو بھی کافر قرار دیتے ہوئے اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہیں تو آپ عدول حکم کب کرسکتے ہیں۔

(عقائد جماعت احمدیہ کی بحث ہوچکی۔ اب ہم آپ کو مرزا صاحب کے چند عجب العجائب اقوال بھی سنادیں)۔

مرزاجی کا عورت بنکر حاملہ ہوجانا اور بچہ جننا

مرزاجی کا چونکہ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ ہے حالانکہ آنیوالے مسیح کا نام عیسیٰ بن مریم ہے اور آپکا یہ نام نہیں نہ مریم کے بیٹے ہیں اس لئے آپ نے عیسیٰ بن مریم بننے کی ایسی توجیہ فرمائی کہ پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ فرماتے ہیں۔ "جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔ اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزرے تو جیسا کہ براہین احمدیہ میں ہے مریم کی طرح عیسیٰؑ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔"

باقی ص۲۱ پر

داستانِ ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچادی

ردِّ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

قسط نمبر ۲

از: محمد سعید خان دہلوی

عمر لحمی: "میں پھر کہتا ہوں کہ عیسائیوں کی کتابوں میں انبیاء کو (نعوذ باللہ) زناکار کذاب اور بُت پرست لکھا ہے۔ دیکھو حضرت لوط علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ انھوں نے اپنی سگی بیٹیوں سے زنا کیا (توریت نسخہ میں اٹھاکر) دیکھو کتاب پیدائش باب ۱۹۔ آیت ۳۶ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ انھوں نے ایک غیر عورت سے ہمبستری کی (دیکھو سیموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۴ پھر شمشون پیغمبر کی بابت لکھا ہے۔ کہ وہ ایک غیر عورت سے خراب ہوئے۔ اور دوسری عورت سے آشنائی ہوئی۔ دیکھو کتاب قاضیوں باب ۱۶"

تمام حاضرین: "استغفراللہ! خدا لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر۔ استغفراللہ! استغفراللہ! (ازبلا مارے شرم کے پانی پانی ہوگئی اور زبان سے کچھ نہ کہہ سکی)

عمر لحمی: "اچھا اور سنو! عیسائیوں کی الہامی کتابوں میں انبیاء کو جھوٹا بھی لکھا ہے۔ یعنی وہ باوجود نبی ہونے کے جھوٹ بولا کرتے تھے۔ اوّل شمشون نبی نے جھوٹ بولا اور ایک عورت کو تین دفعہ غلط بات بتائی۔ دیکھو کتاب قاضیوں باب ۱۶۔ دوم ایک مقدس پیغمبر نے (جن کا نام بائبل میں ظاہر نہیں کیا گیا) جھوٹ بولا۔ دیکھو اول سلاطین باب ۱۳۔ ایک اور نبی نے بھی جھوٹ بولا۔ دیکھو اول سلاطین باب ۲۰۔ میکایاہ پیغمبر نے بھی جھوٹ بولا۔ دیکھو اول سلاطین باب ۲۲ آیت ۱۵۔ یرمیاہ پیغمبر نے خوب پیٹ بھر کر جھوٹ بولا۔ دیکھو کتاب یرمیاہ باب ۳۸ (ازبلا سے) تم پطرس رسول کو تو خوب جانتی ہوگی۔ اس کو عیسائی کیا مانتے ہیں؟"

ازبلا: "تمام عیسائی پطرس رسول کو رسول اور نبی مانتے ہیں اور تمام بڑے بڑے پادری پطرس رسول کے ہی جانشین سمجھے جاتے ہیں۔ اسی لیے ان کو گناہوں کے بخشنے کا بھی اختیار ہے۔"

عمر لحمی: "بالکل ٹھیک! اچھا کیا چاروں انجیلوں میں اسی پطرس کے متعلق نہیں لکھا کہ جب دشمنوں نے حضرت مسیح کو گرفتار کرکے پطرس کو بھی گرفتار کرنا چاہا تو اس نے حضرت مسیح پر تین دفعہ لعنت بھیجی اور یہ سفید جھوٹ بولا کہ میں اس (مسیح) کو نہیں جانتا؟"

ازبلا: "بے شک ایسا ہی لکھا ہے اور میں نے تو انجیلوں کو اپنے استاد میکائیل سے سبقاً سبقاً پڑھا ہے۔"

عمر لحمی: "اچھا اب تیسری بات کا ثبوت لو کہ انبیاء نے عیسائیوں کے نزدیک بُت پرستی کی۔ کتاب خروج (یہ توریت کا چوتھا حصہ ہے) باب ۳۲۔ آیت ۴ میں لکھا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے قوم سے بُت بنوائے اور لوگوں کو بت پرستی کی تلقین کی۔ کتاب اول سلاطین باب ۱۱ میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیوی کے کہنے سے آخری عمر میں بُت پرستی کی اور اس طرح وہ مرتد اور مشرک بن گئے۔ (نعوذ باللہ)

ازبلا: "الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!"

عمر لحمی: "دیکھو میرے ہاتھ میں یہ بائبل موجود ہے میں نے آیتوں پر نشان لگا دیے ہیں۔ ان کو تم بھی بہ نظر دیکھ لو کہ میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں (ازبلا نے بائبل کے اوراق کو اُلٹ پلٹ کر دہ تمام حوالے پڑھ ڈالے جو عمر لحمی نے پیش کئے تھے) ان حوالوں کے پیش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ عیسائی دلیری اور جرأت کے ساتھ ہر قسم کے گناہوں کا ارتکاب اس لیے کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ انبیاء کرام بھی ان کے نزدیک ایسے گناہ کرتے تھے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جب انبیاء اور صلحاء بڑے بڑے گناہ حتیٰ کہ زنا کرکے بھی اپنے منصب نبوت سے نہ گرے تو ہم بھی سیاہ کاریوں کی وجہ سے خدا کے نزدیک معتوب نہیں ہوسکتے۔"

ازبلا: "کیا قرآن مجید نے انبیاء کرام کو بالکل معصوم لکھا ہے؟"

عمر لحمی: "قرآن کریم کا یہی تو سب سے بڑا کمال ہے کہ اس نے یہود و نصاریٰ کے غلط خیالات و الزامات کی پُر زور تردید کی اور فرمایا کہ انبیاء کرام گناہ کرنا تو کیا وہ گناہ کا ارادہ بھی نہیں کرتے۔ دیکھو قرآن شریف کی سورہ ہود پارہ ۱۲ رکوع ۷۔ یعنی وہ گروہ انبیاء جس چیز سے منع کرنے آتے ہیں۔ وہ اس کے کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے۔ نیز قرآن حکیم نے تمام انبیاء کو صالحین میں شمار کیا ہے۔"

ازبلا: "کیا قرآن مجید میں یہ نہیں لکھا کہ آدم علیہ السلام نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا؟ کیا خدا کے حکم کی خلاف ورزی گناہ نہیں ہے؟"

عمر لحمی: "گناہ کی تعریف یہ ہے کہ جان بوجھ کر کسی قانون کی خلاف ورزی کی جائے۔ بھول چوک سے اگر خلاف ورزی

ہو جائے تو اس کو گناہ نہیں کہتے۔ مثلاً روزہ دار کو روزہ کی حالت میں کھانا پینا حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی بھول کر کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ وہ گناہ گار ہوتا ہے۔ اسی طرح آدم علیہ السلام نے بھی بھول کر ممنوعہ پھل کھا لیا تھا جیسا کہ قرآن شریف میں سورہ طٰہٰ پارہ ۱۶ اور کوع ۵ ملاحظہ فرمائیے۔ جس میں کہا ہے۔ یعنی ہم نے آدم سے ٹھہرالیا تھا۔ لیکن وہ بھول گئے۔ اور ہم نے ان میں ارادہ نہیں پایا۔"

ازبلا: "سبحان اللہ! آج معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کا کوئی گناہ نہ تھا۔ ورنہ پادری صاحبان تو اکثر مسلمانوں پر بھی سوال کیا کرتے ہیں کہ قرآن میں حضرت آدمؑ کو گناہ گار لکھا ہے۔ (یکایک گھڑی دیکھ کر) اوہو! وقت بہت گزر گیا۔ اب مجھے گھر چلا جانا چاہیے۔ والد صاحب (لاٹ پادری) اور والدہ میرا شدید انتظار کر رہی ہوں گی۔ ابھی میں نے کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔"

عمر لطمی: "اگر آپ فرمائیں تو کھانا یہاں حاضر کر دیا جائے۔ حضرت مخدوم (زیاد بن عمر) کا دسترخوان (دسترخوان) ہم سب لوگوں کے لیے بچھے گا۔ آپ بھی اس میں شریک ہو جائیں۔ کیا میری یہ درخواست قبول کی جائے گی؟"

ازبلا: "آپ کا بہت بہت شکریہ۔ کھانا تو گھر ہی جاکر کھاؤں گی۔ کیونکہ والدہ صاحبہ کا دستور ہے کہ جب تک میں میرے دفتر سے فارغ ہو کر گھر نہیں پہنچ جاتی۔ اس وقت تک وہ کھانا نہیں کھاتیں۔ وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہی کھاتی ہیں:"

عمر لطمی: "آخر وہ کب تک آپ کو اپنے ساتھ کھلائیں گی؟ ایک نہ ایک روز یہ راز فاش ہو کر رہے گا:"

ازبلا: "خیر اس وقت کی بات اسی وقت کے لیے چھوڑیے اور اس وقت جانے کی اجازت دیجئے!"

عمر لطمی: "اچھا تو آپ سہیلیوں کو کب اپنے ہمراہ لائیں گی؟"

ازبلا: "اگر موقع ہوا تو کل' ورنہ پرسوں تو ضرور حاضر ہوں گی اور سہیلیوں کو بھی ہمراہ لاؤں گی:"

آپ دعا کیجئے' اللہ تعالیٰ ان کو بھی میری طرح صراط مستقیم کی ہدایت کرے!

تمام حاضرین: آمین!

گھر کی باتیں

زیاد بن عمر کی اس مبارک اور نورانی مجلس سے اُٹھ کر ازبلا نکلی اور سیدھی اپنے مکان کے لیے اس سڑک پر ہولی جو "قصر الشہداء" سے سیدھی "سوق العصافیر" کو جاتی ہے۔ اور جہاں سے ازبلا کا مکان چند قدم کے فاصلہ پر رہ جاتا ہے۔ وہ اس مجلس کی علمی گفتگو سے اس قدر مسرور ہے کہ اس کو دنیا اور ما فیہا کی کچھ خبر نہیں اور وہ خاموشی اور رفتار کے ساتھ خراماں خراماں نیچی نظر سے چلی جا رہی ہے۔ آدھ گھنٹہ کے بعد ازبلا اپنے مکان پر پہنچی جہاں اس کی والدہ انتظار کی گھڑیاں گن رہی تھی پہلے والدہ نے تاخیر سے پہنچنے کی وجہ دریافت کی اور ملازمہ سے دسترخوان بچھانے کو کہا۔ ازبلا اپنی ایک سہیلی کا نام لے کر یہ ظاہر کرکے کہ اس سے ملاقات میں ذرا تاخیر ہو گئی۔ کھانا کھانے بیٹھ گئی۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی اس کے والد صاحب (لاٹ پادری) بھی پہنچ گئے۔ رات خیریت سے گزری!!

باقی آئندہ

قادیانیوں کے پانچ ارکان مذہب

- انگریز کی اطاعت فرض
- جہاد حرام
- جھوٹ
- منافقت اور دھوکہ
- قبروں کی تجارت اور چندہ

ایک قادیانی کا خط اور اس کا جواب

از قلم محمد حنیف ندیم

قسط نمبر ۷

”اخوان دیندار و مومنین غیرت شعار و حامیان دین اسلام متبعین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے کتاب کا نام البراہین الاحمدیہ ...... فی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ رکھا ہے۔ (پچاس حصوں میں طبع کرانے کا ارادہ کیا ہے۔ اتنی بڑی کتاب کا چھپنا بغیر اعانت ناممکن ہے اس لئے درخواست ہے کہ اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اگر اغنیاء اپنے مطبخ کا ایک دن کا خرچ بھی عطا فرمائیں گے تو کتاب بہ سہولت چھپ جائے گی ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا۔

سلسلہ جاری رکھتے ہوئے توجہ دلاتے ہیں:۔

”اے بزرگان و چراغان اسلام، آپ سب صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ آج کل اشاعت دلائل حقیقت اسلام کی نہایت ضرورت ہے۔ کیا کیا راہیں نکل رہی ہیں۔ کیا کیا ہوائیں چل رہی ہیں۔ کیا کیا بخارات ہیں جو اٹھ رہے ہیں۔ پس ایسے وقت میں دلائل اسلام کی اشاعت میں بدل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی نسل پر رحم کرنا ہے۔ اب بخدمت عالی امراء و اکابر ضروری گذارش ہے کہ وہ اس کی طباعت میں خصوصی امداد دیں۔ پچاس حصص کی پیشگی قیمت ادا کریں۔ کتابیں جیسے جیسے طبع ہوتی جائیں گی ارسال خدمت ہوتی رہیں گی۔ (خلاصہ اشتہارات مرزا غلام احمد مندرجہ تبلیغ رسالت و براہین احمدیہ)

اس اعلان یا اشتہار سے سادہ لوگ اس کے جھانسے میں آگئے اور انہوں نے مالی اعانت شروع کر دی۔ مرزا قادیانی نے پیسہ بھیجنے والوں کا ان الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔

اولاً اس خدا کا شکر ادا کیا جاتا ہے جس نے تالیف و تصنیف کی توفیق بخشی پھر ان تمام معاونین کا شکریہ واجبات میں سے ہے جن کی کریمانہ توجہات اور اعانتوں سے میری محنت برباد ہونے سے بچ گئی۔ (التماس ضروری مرزا صاحب مندرجہ براہین احمدیہ حصہ چہارم)

لیکن مرزا قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے لے کر ۱۸۸۴ء تک صرف چار حصے شائع کیے ان میں حسب عادت اسلام کی حقانیت نام کی کوئی چیز نہیں تھی انگریز حکومت کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے جنہوں نے اس کتاب کو لیا اور پڑھا وہ اس کتاب پر مرزا کی تعریف کرنے کے بجائے برس پڑے اور شکایتی خطوط لکھنے شروع کر دیئے مرزا نے ان کا جواب بایں الفاظ دیا:۔

”اس مضمون کی بات جو حصہ سوم کے ساتھ گورنمنٹ انگریزی کے شکریہ کے بارے میں شامل ہے اعتراض کیا بعض نے سخت الفاظ میں کہے کہ انگریزی عملداری کو دوسری عملداریوں پر کیوں ترجیح دی؟ لیکن ظاہر ہے اس کے احسانات کو کیوں کر چھپا سکتے ہیں قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کی ان بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں۔ شکریہ ادا کرنے پر مجبور کیا شائستہ بارحم گورنمنٹ نے اپنے احسانات اور دوستانہ معاونت سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش بخشا کہ ہم ان کی دنیا و دین کے لئے دلی جوش سے بہبودی و سلامتی چاہیں۔

(اشتہار مرزا صاحب مندرجہ براہین احمدیہ و تبلیغ رسالت جلد اول ص ۵)

مرزا نے چار حصے لکھنے کے بعد چپ سادھ لی اور مسلسل ۲۳ سال تک کتاب کے باقی ۴۶ حصوں کو معرض التواء میں ڈالے رکھا۔ اس کی اس طویل چپ سے پیسے بھیجنے والوں کا پیمانہ صبر چھلک پڑا۔ انہوں نے رقوم کا مطالبہ شروع کر دیا تو مرزا قادیانی نے کتاب کے التواء کے بارے میں یوں وضاحت کی کہ قرآن شریف باوجود کلام الٰہی ہونے کے تئیس سال میں نازل ہوا اگر یہ کتاب ۲۳ سال میں مکمل نہ ہوئی تو کیا ہو گیا مرزا کی وضاحتی عبارت حسب ذیل ہے:۔

”اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن شریف باوجود کلام الٰہی ہونے کے تئیس برس میں نازل ہوا۔ اگر خدا کی حکمت نے براہین احمدیہ میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا ہرج ہوا۔ اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا تو ایسا خیال بھی احمق اور نادانی کے باعث ہوگا کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم کیا گیا ہے اعتراض سراسر کمینگی اور سفاہت ہے ہم ایسے کمینہ طبعوں کی نازبرداری کرنا نہیں چاہتے۔ وہ لوگ ہماری چاروں جلدیں واپس کر دیں تو ان کی رقم واپس ہو جائے گی اور خدا کا شکر ادا ہوگا کہ ایسے دنی الطبع لوگوں سے خدا نے ہم کو فراغت بخشی۔ (ایام الصلح ص ۱۰۲)

مرزائیوں کی عادت ہے کہ جب مرزا قادیانی کی بد زبانیوں

بدکرداریوں اور بدزبانیوں کے بارے میں خود ان کی کتابوں سے پردہ اٹھایا جاتا ہے تو وہ تحریف شدہ انجیلوں اور بائبل کتب جن میں انبیاء کرام پر بے جا الزامات لگائے گئے ہیں سہارا لے کر سابقہ انبیاء کرام پر الزامات لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھو وہ بھی ایسے تھے (العیاذ باللہ) مرزا قادیانی نے بھی براہین احمدیہ کے توقف پر یہی وطیرہ اپنایا کہ آخر ہو گئی تو کیا ہوگیا قرآن مجید بھی تو ۲۳ سال میں مکمل ہوا تھا لیکن وہ یہ تو بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اشاعت کے لئے کوئی چندہ کے لئے اپیل کی ہو ایسا نہیں ہے نہ ہی قرآن پاک کے نزول میں اس طرح توقف ہوا جس طرح مرزا قادیانی نے کیا۔ اور نہ ہی کسی نے بدعہدی کا الزام لگایا مرزا کا تو مقصد ہی صرف یہ تھا۔ کمائی۔ کمائی۔ کمائی۔

قصہ مختصر یہ کہ مرزا قادیانی نے "اسلام کی حقانیت" کے عنوان سے کتاب کی اشاعت کے لئے خوب کمائی کی مگر پچاس جلدیں نہ لکھ سکا ۲۳ سال بعد ایک کتاب نصرۃ الحق کے نام سے لکھی اور اس کا نام براہین احمدیہ حصہ پنجم رکھ کر یہ اعلان کر دیا:۔

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس میں سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا" (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷)

دیکھا! آپ نے مرزا قادیانی کا ہاضمہ کتنا تیز تھا کہ پچاس جلدوں کے نام پر کتاب لکھنے کا وعدہ کیا ہزاروں روپیہ چندہ کیا اور جب پچاس جلدیں نہ لکھ سکا تو پانچ پر یہ کہہ کر ٹرخا دیا کہ ۵۰ اور ۵ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔

ہم بھی قائل تری نیرنگی کے یاد رہے۔
او! گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والے۔

بہرحال مرزا نے پچاس کا وعدہ کیا اور پانچ کتابیں دیں جو وعدہ خلافی کی بدترین مثال ہے حدیث پاک میں منافق کی جو علامتیں گذشتہ اوراق میں ہم نے پیش کیں ان میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ وعدہ کرے تو پورا نہ کرے چونکہ مرزا نے وعدہ خلافی کی اور اس کی صفائی میں جو انداز بیان اختیار کیا وہ بھی انتہائی بھونڈا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا کافر، مرتد اور زندیق ہی نہیں بدترین منافق بھی تھا۔ یہاں ہم مرزا کی منافقت پر ایک اور ثبوت بھی پیش کرتے ہیں۔

آپ شروع میں بہت سے حوالہ جات پڑھ چکے ہیں جن میں اس نے انگریز حکومت کی اطاعت پر زور دیا ہے بلکہ اتنا زور دیا ہے کہ کوئی حوالہ اس سے خالی نہیں اللہ تعالیٰ کسی سچے نبی کو مبعوث فرماتے ہیں تو اس کی تشریف آوری اور بعثت کا مقصد یوں بیان فرماتے ہیں:۔

وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون

یعنی ہم نے اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا مگر یہ کہ ہم نے اس کی طرف بھی وحی کو یہی پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں بس اسی کی عبادت کرو۔۔۔۔۔۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کریں تو وہ بھی صرف اس دعوت توحید اور اپنی دعوت رسالت کے گرد گھومتی ہے ثابت ہوا کہ نبی کی نبوت کا اصل مقصد خدا کی وحدانیت اور اپنی اطاعت کی طرف دعوت دینا ہے لیکن مرزا قادیانی کے دعاوی پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو وہ نبوت سے بھی آگے کہیں سے کہیں جا پہنچتے ہیں لیکن بڑا دعویٰ نبوت و رسالت ہی کا ہے لیکن دعوت کیا دی؟

(۱) انگریز حکومت کی اطاعت کرو۔
(۲) اس کی تائید و حمایت کرو۔
(۳) اس کی امداد کو فرض جانو۔
(۴) اس کے لئے جان بھی دینی پڑے تو دو۔

جبکہ انگریز حکومت صلیب پرست تھی۔ دوسری طرف ان کے پادریوں سے مناظرے اور مباحثے بھی کئے جن میں مرزا قادیانی کو ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی ان مناظروں اور مباحثوں میں مرزا قادیانی جب لاجواب ہو جاتا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑتا تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو خدا کے سچے اور پاک پیغمبر ہیں انہیں گالیاں دینا شروع کر دیتا جب حکومت کو اس کی رپورٹ ملی کہ مرزا ایک طرف تو ہماری اطاعت پر زور دیتا ہے ہماری خیر خواہی و ہمدردی کا دم بھرتا ہے اور دوسری طرف ہمارے پیشوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بدزبانی بھی کرتا ہے تو حکومت نے سرزنش کی اور مرزے کے کان کھینچے کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ ہماری بائبل بھی کو مانو۔ اس پر مرزا قادیانی نے اپنی صفائی یوں دی کہ میں اپنے اصولوں پر قائم ہوں لیکن قدرے سختی (بدزبانی) سے جو کام لیتا ہوں اس کا مقصد مسلمانوں کا جوش ٹھنڈا کرنا ہے وہ لکھتا ہے:۔

"ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحث بھی کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا ہوں اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جب کہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں۔۔۔۔۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے۔ ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔۔۔۔۔۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا"

(درخواست بعنوان "حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست" ضمیمہ نمبر ۳ تریاق القلوب ص ۳۰۷ تا ۳۱۰)

اس حوالے کو بغور پڑھیں اور بار بار پڑھیں اس سے

یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مرزا قادیانی عیسائی پادریوں سے جو مباحثے، مناظرے کرتا یا ان کی رد میں کتابیں لکھتا تھا اس کا مقصد بھی تبلیغ و اشاعت اسلام ہرگز نہیں تھا بلکہ ان مسلمانوں کو جو عیسائی پادریوں کی اسلام دشمن حرکتوں سے سخت مشتعل تھے ان کے غصے اور جوش کو ٹھنڈا کرنا اور انگریز حکومت کو ہی فائدہ پہنچانا مقصود تھا یہ بھی اس کی منافقت کی واضح دلیل ہے۔ خط کا جواب قدرے طویل ہو گیا لیکن مرزا قادیانی کے بارے میں جو بات سمجھانا چاہتا تھا وہ خود مرزا اور آپ لوگوں کی کتابوں سے پیش کر دی ہیں اگر آپ میں یا دوسرے مرزائیوں میں ذرا بھی عقل سلیم ہے تو بقول شاعر ؎

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے۔
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے۔

ذکریوں کا مصنوعی حج بند کیا جائے اور انہیں غیر مسلم قرار دیا جائے

مولانا عبدالغفور حیدری پارلیمانی قائد جے یو آئی۔ وصوبائی وزیر حکومت بلوچستان کی

پریس کانفرنس

کراچی۔ جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے پارلیمانی قائد اور صوبائی وزیر نے بلوچستان ہاؤس میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

ملک میں استحکام و نفاذ اسلام کے لئے موثر جدوجہد اور اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے لئے جمعیت علماء اسلام نے ہمیشہ سے پیہم کوشش کی ہے ہم ملک و بیرون ملک تمام فتنوں کے تعاقب کو بھی اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں، ختم نبوت کا مسئلہ ایک نازک مسئلہ ہے اس کی حساسیت کی وجہ اس مسئلے پر توجہ اور اس کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اب جبکہ بلوچستان میں ایک خطرناک فتنہ ذکریت موضوع بحث بنا ہوا ہے اس مسئلے میں جمعیت علماء اسلام کا واضح موقف ہے کہ یہ خالصتاً اسلام کا مسئلہ ہے اور کوئی بھی ذی شعور مسلمان شعائر اسلام کی توہین اور رسالتؐ کے خلاف کوئی بھی سازش برداشت نہیں کر سکتا۔ محض سیاسی مفاد کی خاطر اسلامی عقائد کی پائمالی کرنے والوں کا ساتھ دینا کسی بھی لحاظ سے مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہو سکتا بلوچستان میں ذکریوں کا مسئلہ اس قدر خطرناک ہے کہ اس کے حل کے لئے فوری طور پر کوئی پیش رفت نہ ہوئی تو اس کے اثرات ناسور بن کر پورے ملک میں پھیل سکتے ہیں، اس موقع پر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کے چند بنیادی اور مخصوص عقائد آپ کے سامنے پیش کروں۔ مذکورہ فرقے کے تمام عقائد اسلامی عقائد کے خلاف اور اسلامی عقائد سے متصادم ہیں کلمہ سے لے کر زندگی میں پیش آمدہ تمام مسائل میں وہ اسلام سے کوسوں دور ہیں وہ مسلمانوں کے کلمے کا انکار کرتے ہیں اور ایک اور مستقل کلمہ پڑھتے ہیں۔ فرض نماز کے بجائے ذکر کرتے ہیں۔ نہ حج بیت اللہ کے بجائے وہ اپنا مصنوعی حج کوہ مراد (تربت) پر کرتے ہیں یہ حج ہر سال رمضان المبارک میں کرتے ہیں اور اس کوہ مراد میں حج کے تمام احکامات کا مصنوعی نقشہ موجود ہے۔ مثلاً زم زم طواف وغیرہ۔ اس کے علاوہ اور بھی خطرناک بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہیں اور سر عام رمضان المبارک کی توہین کر کے روزہ کھاتے ہیں۔ اور وہ جس نام نہاد پیغمبر کا کلمہ پڑھتے ہیں اسی کو وہ مہدی اور نبی اولین و آخر الزمان مانتے ہیں۔ ان کے عقائد کی روشنی میں جو شخص ان کے نام نہاد پیغمبر کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ ظاہر ہے کہ مسلمان ان کے ملا محمد اٹکی یا محمد جونپوری کو نبی نہیں مانتے بنا بریں ان کی نظر میں تمام مسلمان کافر ہیں۔

محترم حضرات! عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے عقیدے کی اساس ہے اور کوئی مسلمان یہ ماننے کو تیار نہیں کہ کوئی شخص جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی نہ مانے پھر بھی وہ مسلمان کہلائے۔

یہ مسئلہ آئینی طور پر حل بھی ہو چکا ہے کہ جو ختم نبوت کا انکار کرے اور محمد رسول اللہ ﷺ کو برحق پیغمبر نہیں مانتا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

کوئی مسلمان یہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ اسلام کے بنیادی ارکان فرائض کے انکار کرنے والے توہین رسالت کے مرتکب گروہ کو جبری مسلمانوں کی فہرست میں شامل کیا جائے، یہ صریح اسلام کی توہین ہے۔ ذکری فرقے کے لوگ زیادہ تر بلوچستان کے ساحلی علاقوں مکران ڈویژن کے علاوہ کراچی کی بعض بلوچ آبادیوں اور اندرون سندھ مخصوص مقامات پر آباد ہیں۔ اور ہر سال حج کرنے کے لئے کوہ مراد تربت جاتے ہیں اور تربت جانے والے تمام راستوں پر جگہ جگہ ان کے قافلے ہوتے ہیں جو کھلم کھلا کھاتے پیتے ہیں اور رمضان کے تقدس کو پامال کرتے ہیں۔

ایک مسلمان ہونے کے ناطے کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ حج اور زیارت کے نام پر بے حیائی کو فروغ دیا جائے...... بلوچ قوم ایک غیور و تاریخ ساز قوم ہے لیکن ذکری فرقہ بلوچ قوم کے خوبصورت چہرے پر بدنما داغ ہے۔ اس کا علاج ازحد ضروری ہے۔ جمعیت اسے خالص اسلامی نقطۂ نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس مسئلے کے فوری حل کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتی ہے ورنہ اس کا لازمی و منطقی نتیجہ خطرناک ہو سکتا ہے۔

مطالبے: اس سلسلے میں ہمارا مطالبہ ہے کہ ذکریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ان کا اپنا تشخص واضح کیا جائے اور ان کے مصنوعی حج پر فی الفور پابندی عائد کی جائے۔ کیونکہ ان کے عقائد اور رسم و رواج یہ بتاتے ہیں کہ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

بقیہ	مرزائیت کا جال

اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اس طور سے میں عیسیٰ بن مریم ٹھہرا۔

عیسائیوں کی تثلیث تو سنا کرتے تھے مرزاجی ان سے بھی بڑھ گئے۔ آپ مرد سے عورت بن گئے۔ دو سال تک عورت کی صفت میں پرورش پائی۔ پھر آپکو حمل بھی ہو گیا۔ وہ دس مہینے رہا۔ پھر بچہ (عیسیٰ) جنا۔ مرزاجی تھے تو ایک مگر۔ آپ ہی مرد غلام احمد۔ آپ ہی عورت (مریم) آپ ہی بچہ (عیسیٰ) ہیں۔ سبحان اللہ خود کوزہ و خود کوزہ گر و گِل کوزہ۔ بھلا ان رازوں کو کون سمجھے۔ ع۔

"کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے"

پیشگوئیوں پر خدا کے دستخط

اور انبیاء سے تو مکالمہ بذریعہ وحی ہوا کرتا تھا مرزاجی کے پاس (معاذاللہ) خود اللہ میاں تشریف لاتے پیشگوئیوں کی مسل پیش ہو جاتی ہے سرخی کے قلم سے دستخط کئے جاتے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۵۵) میں بالتفصیل اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ مرزا نے اپنی پیشگوئیوں کی مسل دستخط کرانے

کے لیے خداتعالیٰ کے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر تامل کے دستخط کر دیئے۔ دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا تو سرخی کے قطرات اڑ کر مرزا صاحب کے کرتے اور ان کے مرید عبداللہ کی ٹوپی پر جا پڑے۔ ابتک نشانات موجود ہیں۔ (مرزا جی نے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو خام نویس طفل مکتب بنایا جو لکھتے ہوتے ہاتھ منہ اور کپڑے سیاہ کر لیتا ہے۔
ع "بریں عقل و دانش بباید گریست"!

ایک عجیب فرشتہ

مرزا جی بقول شخصے ع "جیسی روح ویسے فرشتے۔" خود بدولت پنجابی نبی ہیں۔ آپ کے پاس فرشتے بھی پنجابی آتے ہیں اور وحی بھی پنجابی ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:-

۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ نام تو ہونا چاہیئے۔ اس نے کہا میرا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی بعد اس کے خداتعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جس کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آیا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۳۲)

کیا آج تک کسی نے فرشتہ کا یہ انوکھا نام ٹیچی ٹیچی سنا۔ مرزا جی نبی بنیں تو فرشتوں کے ایسے ایسے عجیب و غریب نام بتائیں۔ وہ کیا کہنا۔ مرزا صاحب کے یہ الہام نہیں بلکہ "اضغاث احلام" ہیں۔ پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ بلی کا خواب چھیچھڑے۔ مرزا جی کو روپیوں کے ہی خواب آتے ہیں اور ایسے ایسے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ نام سنکر ہی دنگ رہ جائیں۔

مسلمانو! غور کرو۔ کیا کوئی ذی بصیرت ایک منٹ کیلئے بھی ایسے شخص کو ملہم مجدد یا رسول و نبی تسلیم کر سکتا ہے؟

مرزا جی نے چند روز اپنی دوکان خوب چلائی روپے خوب ملے اولاد کے لئے بھی ایک سبیل پیدا کر گئے۔ مقبرہ بہشتی میں جو شخص دفن ہو کر جنت لینا چاہے وہ انکی اولاد کے نام اپنی کچھ زمین ہبہ کر دے اور براہ راست بہشت بریں میں چلا جائے۔

بھائیو! اگر اس نازک وقت میں ایمان کی سلامتی مطلوب ہے تو مسلمانوں کی بڑی جماعت (سواد اعظم) مقلدین اہلسنت والجماعت سے ملجاؤ۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔

بقیہ | اسلام میں معذور افراد

کے کئے جاسکتے ہیں۔ معذور لوگوں سے کاروباری معاہدے جائز ہیں اگر وہ ذہنی مریض ہوں تو پھر ان کا ولی یا کارندہ ان کی طرف سے کاروباری معاہدات کرے۔

اسلام میں گداگری حرام ہے۔ اس سے منع کیا گیا ہے یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ انہیں روزگار مہیا کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بھکاری کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ معذور افراد اسی صورت میں گداگری سے باز آئیں گے جب گورنمنٹ انکی مکمل کفالت کرے۔

سورۃ الحجرات میں معذور لوگوں کی دل آزاری سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

"ولا تنابزوا بالالقاب"

اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ کسی کو لنگڑا یا اندھا یا کانا کہنا ممنوع ہے۔ لہٰذا ان کے القاب نہ رکھے جائیں۔ جیسے اندھے یا لنگڑے۔ قرآن حکیم اور سنت مبارکہ خدمت خلق کا درس دیتے ہیں۔ معذور لوگوں کی کفالت، حفاظت، رہنمائی اور مدد بہترین قسم کی خدمات خلق ہے۔ اسلام حقوق العباد میں انکی مدد کو خصوصی اہمیت دیتا ہے۔

نہ صرف اسلام بلکہ دیگر مذاہب میں بھی معذوروں کا ذکر ہے مثلاً انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں ذکر ہے کہ اناجیل میں بے شمار جگہوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اندھے اور کوڑھ کے مریضوں کو ہاتھ پھیر کر شفایاب کرتے تھے۔

سورۃ عبس کی آیات (۱-۱۲) کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیعؒ (معارف القرآن جلد ششم کے صفحہ ۷۰۳ پر لکھتے ہیں کہ ان مجبور حالات کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتومؓ سے رخ پھیر کر اپنی ناگواری کا اظہار فرمایا اور جو گفتگو تبلیغ حق کی رؤسائے قریش کے ساتھ جاری تھی اس کو جاری رکھا گیا پر مجلس سے فارغ ہونے کے وقت سورہ عبس کی آیات مذکورہ نازل ہوئیں۔ ان آیات میں امت مسلمہ کے لئے یہ ہدایت ہے کہ معذوروں کو بھی پوری اہمیت دی جائے۔

اس واقعہ سے حضرت ابن ام مکتومؓ کی دین سے ازحد دلچسپی کا پہلو نکلتا ہے۔

قرآن اور سنت مبارکہؐ کی روشنی میں معذور افراد کے حقوق: (معذور افراد کے لئے اسلام کا ماڈل اور پاکستان

قرآن حکیم اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کا ماڈل معذور افراد کے لئے حسب ذیل ہے۔ اسلام نے معذور افراد کے حقوق کو اس وقت متعین کیا جب یورپ اور دنیا کے دیگر ممالک میں ان کے حقوق نہیں تھے۔

۱۔ معذور افراد معاشرے کے اہم رکن ہیں۔ انہیں ہرگز بیکار نہ سمجھا جائے بلکہ ان کی استعداد اور قابلیت کے مطابق حکومت ان سے کام لے۔

۲۔ معذور افراد کی کفالت حکومت کا فرض ہے زکوٰۃ اور صدقات سے ان کی مدد کی جائے تاکہ انہیں گداگری نہ کرنی پڑے۔

۳۔ معذور افراد اپنی استعداد اور خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اعلیٰ ترین حکومتی مراتب تک پہنچ سکتے ہیں۔

۴۔ اسلامی ریاست کے سربراہ کا فرض ہے کہ معذور افراد کی ذاتی کفالت کرے اور انکی طرف ذاتی توجہ دے

۵۔ معذور افراد زیادہ تر حساس ہوتے ہیں۔ ان کی تضحیک نہ کی جائے تاکہ نفسیاتی الجھنیں نہ پیدا ہوں۔

۶۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں انکی تربیت کا انتظام کیا جائے مثلاً فنی تعلیم وغیرہ۔

اس ماڈل کو سامنے رکھتے ہوئے ہم پاکستان میں معذور افراد کی حالت بہتر بنا سکتے ہیں۔ پاکستان میں قانون قصاص و دیت اور دیگر قوانین کے ذریعے ان کے حقوق کی پاسبانی کی جائے۔ حادثہ یا ناگہانی مصیبت کی صورت میں ان کو انتہائی معقول معاوضہ دیا جائے تاکہ انکی بحالی ہو سکے انہیں مکمل قانونی، مذہبی، معاشرتی اور معاشی تحفظ دیا جائے۔

صدرِ مملکت اور وزیرِ اعظم اپنا وعدہ پورا کریں

جب سے وزیرِ داخلہ نے یہ بیان دیا ہے کہ آئندہ شناختی کارڈوں کا اجراء کمپیوٹر کے ذریعے کیا جائے گا۔ اس وقت سے انتہائی شدت کے ساتھ یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ

- شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے۔ اقلیتوں کے شناختی کارڈ کا رنگ الگ کیا جائے۔
- یہ مطالبہ کسی خاص فرد یا جماعت کا نہیں بلکہ تمام دینی جماعتوں اور پوری قوم کا متفقہ مطالبہ ہے۔
- اس مسئلہ پر قائدِ جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی وزیرِ اعظم اور وزیرِ داخلہ سے گفتگو ہوئی اور انہوں نے یہ مسئلہ حل کرنے کا وعدہ کیا
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سمیت تمام جماعتوں کے مشترکہ وفد نے صدرِ مملکت سے ملاقات کی ان ملاقاتوں اور گفتگو میں مطالبہ پورا کرنے کی یقین دہانی کرائی گئی۔

لیکن اس کے باوجود ابھی تک وعدہ ایفا نہیں کیا گیا

یہ صورتِ حال انتہائی پریشان کن ہے۔ حکمران اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھیں اور شناختی کارڈ کے مسئلہ پر جو وعدہ کیا گیا ہے اسے فوراً پورا کیا جائے۔

خطیب صاحبان توجہ فرمائیں

چونکہ حکمران طبقہ وعدے کے باوجود چشم پوشی، وعدہ خلافی اور قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کر رہا ہے اس لیئے ملک بھر کے تمام علماء کرام و خطباء حضرات سے درخواست ہے کہ وہ جمعہ خصوصاً جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے اجتماعات میں اپنی تقاریر کے دوران شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھنے اور قادیانیوں سمیت تمام اقلیتوں کے شناختی کارڈوں کا رنگ الگ کرنے کے مسئلہ کی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔ نیز صدرِ مملکت، وزیرِ اعظم، وزیرِ داخلہ اور دوسرے متعلقہ حکام سے پرزور انداز میں مطالبہ کریں کہ اس خالص اسلامی اور عوامی مطالبے کو نظر انداز نہ کیا جائے اور انہوں نے اس سلسلہ میں جو وعدہ کیا ہے اسے فوراً پورا کیا جائے۔

شعبہ نشر و اشاعت

آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

رابطہ آفس: حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون نمبر: ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتِ اسلامیہ کی بین الاقوامی تنظیم

شمع ختم نبوۃ کے پروانے توجہ فرمائیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتِ اسلامیہ کی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ جو امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ نے قائم فرمائی۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ نے چار چاند لگائے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ اور اب شیخ المشائخ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے خاتمہ کی مہم میں سرگرم عمل ہے۔

اسلام کی دعوت و تبلیغ، ناموسِ ختم نبوت کی پاسبانی، قادیانی فرقوں کی سرکوبی و تعاقب اور دیگر باطل قوتوں کا مقابلہ عالمی مجلس کا عظیم اور مقدس مشن ہے۔ قادیانی مرتدوں اور زندیقوں کی بیرونِ ملک سرگرمیاں بڑھ جانے کی وجہ سے عالمی مجلس کی ذمہ داریوں میں بھی کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے اندرون اور بیرون ملک عالمی مجلس کے مبلغ، دفاتر، مدارس اور مساجد ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے شب و روز وقف ہیں خصوصاً لندن میں قائم ہونے والا دفتر پوری دنیا کو کنٹرول کر رہا ہے۔ عالمی مجلس کا سالانہ میزانیہ کئی لاکھ روپے ہے۔ لاکھوں روپے کا عربی، اردو، انگلش اور فرینچ زبان میں لٹریچر شائع کرکے پوری دنیا میں تقسیم کیا جارہا ہے۔ قادیانیوں کے مرکز ربوہ میں جامع مسجد و مدرسہ ختم نبوت کراچی میں جامع مسجد و شاندار دفتر اور شہروں میں مجلس کے تعمیراتی منصوبے تشنۂ تکمیل ہیں۔ اندرون و بیرون ملک قادیانیوں کیساتھ مقدمات کی وجہ سے بھی مجلس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ چکی ہیں۔ ختم نبوت کی خدمت اور مالی اعانت اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور تاجدار ختم نبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے۔ آنجناب سے توقع ہے کہ آپ **اپنی زکوٰۃ صدقات، خیرات، صدقہ فطر** اور دیگر عطیات سے عالمی مجلس کی دل کھول کر امداد فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

فقیر خان محمد

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۴۰۹۷۸

کراچی کا پتہ

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون، ۷۸۰۳۲۷،

کراچی کے احباب الائیڈ بینک شاخ بنوری ٹاؤن اکاؤنٹ نمبر ۳۶۲۔ میں بھی جمع کرا سکتے ہیں۔